بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللّٰهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ



ماہنامہ

منہاج الحدیث

چوترہ

جمادی الثانی 1442ھ جنوری 2021ء

شمارہ نمبر:07



- تنقیح العینین فی رد ترویح العینین
- سیدنا امیر معاویہ اور شیعہ اعتراضات
- تعین ایام تشریق
- جزء ترک رفع الیدین کا تحقیقی جائزہ

مکتبہ منہاج الحدیث چوترہ، شیخوپورہ
پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيْث



ماہنامہ

منہاج الحدیث

چوترہ

جمادی الثانی 1442ھ جنوری 2021ء

شمارہ نمبر:07



مدیر

حیدر علی السلفی

تنقیح العینین فی رد ترویح العینین

سیدنا امیر معاویہ اور شیعہ اعتراضات

تعین ایام تشریق

جزء ترک رفع الیدین کا تحقیقی جائزہ

مکتبہ منہاج الحدیث چوترہ، شیخوپورہ پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيث

ماہنامہ منہاج الحدیث

جمادی الثانی1442ھ جنوری 2021ء شمارہ نمبر 07

مدیر

حیدر علی السلفی

نائب مدیر

سید فرخ عباس شاہ

مکتبہ منہاج الحدیث
https://minhaj-ul-hadees.blogspot.com

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ نمبر

ایک تقلیدی کا اعتراض

ایک تقلیدی بے وقوفانہ اعتراض کا جواب

اعتراض:

تقلیدی حضرات اعتراض کرتے ہیں کہ اہل الحدیث جب اکیلے نماز پڑھتے ہوں تو تکبیر تحریمہ اللہ اکبر آہستہ کہتے ہیں، قرآن کی صریح آیات یا حدیث سے صراحۃ جواب دیں کہ اکیلا نمازی تکبیرِ تحریمہ آہستہ کہے۔

جواب:

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

" فامرنا بالسکوت"

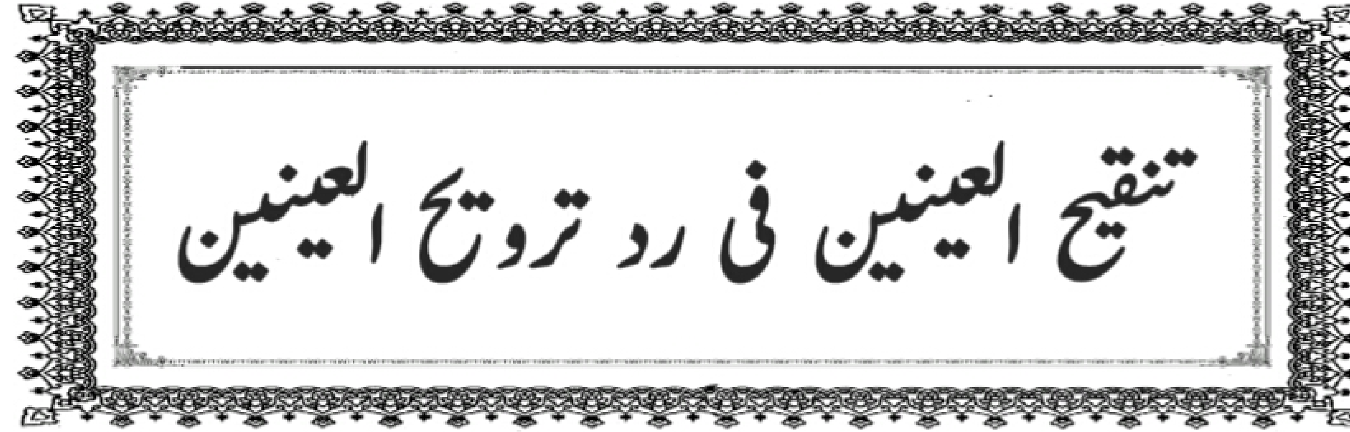
پھر ہمیں سکوت (خاموشی) کا حکم دیا گیا۔

صحیح بخاری:4534 ، وصحیح مسلم: 539

اس حدیث پر عمل کر کے اہل حدیث نمازی مکبر نہ ہونے کی صورت میں تکبیرِ تحریمہ آہستہ کہتے ہیں۔ امام کی جہری تکبیروں کے لئے دیکھئے

السنن الکبریٰ للبیہقی:18/2وسندہ حسن

(ادارہ)



(فیصل خان تقلیدی کا تعاقب)

قسط اول

حیدر علی السلفی

تنقیح العینین فی رد ترویح العینین

مقدمہ تحقیق

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على عبده ورسوله نبينا محمد وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ.

اے ایمان والو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ.
الحجرات آیت :6

الحمدللہ ، اللہ تعالی کا شکر ہے کہ پاک وہند میں علمائے اہل الحدیث کی خدمات کے ذریعہ یہاں کے لوگوں میں دین اسلام کو سمجھنے کا جذبہ پیدا ہوا، بالخصوص علم حدیث کی طرف بڑی توجہ ہوئی، لوگوں کو احادیث کے ضعف اور صحت کے بارہ میں اگاہی حاصل ہوئی ، اب برصغیر میں صوفی ازم کا سناٹا ختم ہوتا جا رہا ہے الحمدللہ لوگ حق کی تلاش کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہے ہیں، جن علمائے اہل الحدیث نے علم حدیث کے لیے خدمات پیش کیں، ان علماء میں بہت معروف شخصیت، حضرت العلام ، المحدث، الفقیہ، الثقہ، الحافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ بھی شامل ہیں آپ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے برصغیر میں علم حدیث اور علوم جرح و تعدیل کے لیے غیر معمولی خدمات پیش کیں ہیں ، آپ رحمہ اللہ کی مثال کبائر علمائے اہل الحدیث میں بھی کم ہی ملتی ہے۔

آپ رحمہ اللہ نے رفع الیدین کے موضوع پر ایک منفرد اور ضخیم کتاب "نور العینین فی اثبات رفع الیدین" لکھی اس کتاب کے ذریعہ اللہ تعالی نے بے شمار متلاشیان حق کو راہِ حق، عقیدہ توحید، منہج کتاب و سنت پر گامزن کیا، اور لوگ صرف اسی کتاب کو پڑھ کر راہ ہدایت پانے لگے۔

ان حالات میں اہل باطل میں آہ و بکا شروع ہوگئی بالخصوص تقلیدی مذاہب، دیوبندی اور بریلوی زیادہ متاثر ہوئے، اور اپنی عوام الناس کو ان کے سوالات سے پریشان ہو کر مطمئن کرنے کے لیے جھوٹ، دجل ،خیانت، حیلہ سازی کا سہارا لے کر اس کتاب کا جواب لکھنے کی کوششیں کیں۔ اور بری طرح ناکام رہے، جنہوں نے نور العینین فی اثبات رفع الیدین کا جواب لکھنے کی کوشش کی ان میں بریلوی مذہب سے تعلق رکھنے والا فیصل خاں بریلوی بھی شامل ہے۔

یہ صاحب کچھ زیادہ ہی متاثر تھے، اس کے علاوہ ان صاحب میں کتابی شوق بھی تھا، اس لیے ان صاحب نے بھی نور العینین کا جواب لکھا

نوٹ:

فیصل خاں بریلوی صاحب نے نور العینین کا جواب تو ایک ہی دیا ہے مگر واہ واہ کی ڈگری کے حصول کے لیے، اور عوام الناس آل بریلویہ، قبوریہ کو خاموش کرنے کے لیے اس کتاب کو کئی عنوانات کے نام سے شائع کیا ہے تاکہ آل بریلویہ کو مطمئن کیا جا سکے کہ ہم نے تو نور العینین کا چار پانچ کتابوں میں رد لکھا ہے، ہم نے اس ایک کتاب کے رد میں کئی کتابیں لکھیں ہیں مثلاً

1: رفع الیدین کے موضوع پر نور العینین کا محققانہ تجزیہ

2: حافظ زبیر علی زئی کے اعتراضاتی مضامین کے جوابات

3: ترویح العینین فی رد نور العینین

4: ترک رفع الیدین علمی و تحقیقی دستاویز

یہ تمام کتابیں دراصل ایک ہی کتاب ہے ، جس کو ہر چند سال بعد عنوان بدل کر، ایک دو مضامین میں کمی بیشی کر کے، گنتی بڑھانے کے لیے،اور عوام کو مطمئن کرنے کے لیے شائع کیا جاتا ہے تاکہ تقلیدی عوام کو اطمینان دلایا جا سکے۔

المختصر اس مختصر اور جامع بحث "تنقیح العینین فی رد تراویح العینین" میں راقم الحروف نے تراویح عینین کو مدنظر رکھتے ہوئے، اختصار کے ساتھ اور کتابوں کے عکس کے ساتھ تمام مکذوبات، اور اعتراضات کا جواب لکھا ہے جو ان شاءاللہ ہر ماہ شائع کیا جائے گا۔

مصنف فیصل خاں بریلوی کی کتاب کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے کتاب کو حالت نشہ میں لکھا ہے، یا ان کی جہالت اس قدر زیادہ ہے کہ حالت مدحوشی میں لگتے ہیں۔دوسرے الفاظ میں جھوٹ، دجل اور فراڈ سے کام لیا ہے، یہ مصنف پر منحصر ہے کہ وہ کس حالت میں رہنا پسند کرتے ہیں، البتہ ہم نے ان کا تمام دجل اور دھوکہ واضح کر دیا ہے ، جو آپ آگے ملاحظہ فرمائیں گے، اور اگر نشہ بھی تھا تو وہ بھی اتر جائے گا۔ ان شاءاللہ

تقلیدی کا اعتراف حقیقت

فیصل خان رضوی تقلیدی ابو علی اللؤلؤی کے نسخہ کے بارہ میں لکھتا ہے:
"اس نسخہ پر صحت غالب اور خطاء کم ہے"
تراویح العینین صفحہ:14

تنقیح:
اس نسخہ یعنی اللؤلؤی کے نسخہ میں خطاء موجود ہے، جس کو تقلیدی فیصل خان بریلوی نے خود تسلیم کر لیا ہے، اب یہ کیسے ثابت ہوتا ہے کہ یہ نسخہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی جرح حدیث سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نقل نہ ہونے میں خطا سے پاک ہے؟ کیا فیصل تقلیدی امام ابو داؤد رحمہ اللہ سے با سند صحیح ان خطاؤں کی نشاندہی کر سکتے ہیں ؟

المختصر ہم فیصل خان تقلیدی بریلوی کی ان کے مؤقف پر پیش کی جانے والی حدیث سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سند اور متن کے ساتھ نقل کر دیتے ہیں تاکہ قارئین کے لیے آسانی پیدا ہو جائے۔

حدیث عبداللہ ابن مسعودؓ

حدَّثنا هَنادَ، نا وكِيعٌ، عنْ سُفْيَان، عنْ عاصمٍ يعْني ابْن كُلَيْب، عنْ عَبدِ الرَّحْمنِ بْنِ الْأَسْوَد، عنْ علْقَمةَ، قَالَ: قَالَ عبْدُ اللَّهِ بْنُ مسْعُود: " أَلَا أُصلِّي بِكُمْ صلَاةَ رسُولِ اللَّهِ صلَّى الله علَيْهِ وسلَّمَ قَالَ: فَصلَّى فَلَمْ يرْفَعْ يدَيْه إِلَّا فِي اول مرَّةً.

اس حدیث کو فیصل خاں تقلیدی اپنی کتاب ترویح العینین میں لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترک رفع الیدین کی یہ حدیث واضح دلیل ہے"

ترویح العینین صفحہ: 13

جواب:

مصنف نے یہاں جھوٹ اور کذب بیانی سے کام لیا ہے مبہم اور سند و متن دونوں میں شدید مجروح دلیل کو واضح کہنا یا تو حالت نشہ ہے ، یا سیاہ جھوٹ ہے۔ وگرنہ کون کہتا ہے کہ یہ ترک رفع الیدین کی واضح دلیل ہے؟ دوسری طرف خود فیصل خاں تقلیدی نے صفحہ: 13 پر تسلیم کیا ہے کہ احناف کا دعویٰ ثم لم یعود کے بغیر بھی ثابت ہے۔ کیا اس اعتراف کے بعد بھی واضح دلیل ہے؟ اور اس حدیث میں نہ رکوع جاتے ہوئے رفع الیدین کا ذکر ہے نہ رکوع سے واپس آتے ہوئے رفع الیدین کا ذکر ہے معلوم ہوا فیصل خان نے دھوکہ سے کام لیا ہے۔

حدیث ابن مسعود اور ابن عربی

بریلوی مذہب کے محی الدین ابن عربی، بانی تصوف الا فی اول مرہ کا جواب لکھتے ہیں:

ترک رفع الیدین کی احادیث صرف پہلی تکبیر کے بارے میں ہیں جو بار بار رفع الیدین دہرایا جاتا تھا تحریمہ میں، نہ کہ رکوع والے رفع الیدین کے بارے میں ہے یعنی اس روایت کا مطلب صرف یہ ہے بوقت تحریمہ بحالت قیام صرف ایک بار رفع الیدین پر آپﷺ اور آپﷺ کی متابعت میں صحابہ کرامؓ اکتفاء کرتے تھے یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت یکے بعد دیگرے بار بار رفع الیدین نہ کرتے۔

[فتوحات مکیہ جلد 1ص437]

حدیث ابن مسعود اور ابن عربی

من كتاب الفتوحات المكية التى فتح الله بها على الشيخ
الامام العامل الراسخ الكامل خاتم الاولياء
الوارثين برزخ البرازخ محيي الحق والدين
أبى عبد الله محمد بن على المعروف
بابن عربى الحاتمى الطائى
قدس الله روحه ونور
ضريحه آمين
آمين

﴿ طبع على النسخة المقابلة على نسخة المؤلف الموجودة بمدينة قونية
وقام بهذا المهم جماعة من العلماء بأمر المغفور له الأمير عبد القادر
الجزايرلى رحم الله الجميع وأثابهم المكان الرفيع ﴾

(طبعت بمطبعة)
دار الكتب العربية الكبرى
(بمصر)
﴿ على نفقة الحاج فدا محمد الكشميرى وشركاه ﴾

حدیث ابن مسعود اور ابن عربی

فمن قائل عند تكبيرة الاحرام فقط ومن قائل عند تكبيرة الاحرام وعند الركوع وعند الرفع من الركوع ومن قائل يرفعها عند السجود وعند الرفع من السجود وهو حديث وائل بن حجر ومن قائل اذا قام من الركعتين وهو رواية مالك بن الحويرث عن النبي صلى الله عليه وسلم وأما أنا فرأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في رؤيا مبشرة فأمرني أن أرفع يدي في الصلاة عند تكبيرة الاحرام وعند الركوع وعند الرفع من الركوع وأما الحد الذي ترفع اليه اليدان فمن قائل الى المنكبين ومن قائل الى الاذنين ومن قائل الى الصدر ولكل قائل حديث مروي أثبتها الى المنكبين وحديث الاذنين أثبت من حديث الصدر والذي أذهب اليه في هذه المسئلة ان الاحاديث المروية في ذلك انما هي في حكاية فعله صلى الله عليه وسلم ما روي انه أمر بذلك وقد قال صلوا كما رأيتموني أصلي ومعلوم ان الصلاة تحوي على فرائض وسنن فلا يفهم من هذا الحديث ان أفعال الصلاة فرض جميعها لمعارضة الاجماع لهذا المفهوم فلنصلها ونرفع أيدينا في علم الشارع من غير تعيين فرض أو سنة كما أحرم علي بن أبي طالب باحرام النبي صلى الله عليه وسلم حين لم يعلم بما أحرم وأقره على ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم وما أنكر عليه فنرفع أيدينا في الصلاة على حكم الشرع فيها فنقبلها على ذلك الحكم وأما الحد فنحن فيه انه بفعله يقتضي التخيير فان الأحاديث وردت بحدود مختلفة فعلية فأية حالة فعل المصلي أجزأه فرضا كان أو سنة والاولى الرفع الى الاذنين ولكن ينبغي أن يكون رفعهما على الصدر الى حذو المنكبين الى الاذنين فيجمع بين الثلاثة الاحوال وكذلك المواضع نعمها كلها عند تكبيرة الاحرام وعند الركوع وعند الرفع من الركوع وعند السجود وعند الرفع من السجود وعند القيام من الركعتين فان ذلك لا يضره فانه قد ورد وما ورد أن ذلك يبطل الصلاة فلو ورد ما يعارض ذلك وغاية المفهوم من حديث ابن مسعود والبراء بن عازب أنه كان عليه السلام يرفع يديه عند الاحرام مرة واحدة لا يزيد عليها أي انه رفع مرة واحدة فلم يصنع ذلك مرتين عند الاحرام ويحتمل أن يريد بقولهما لا يزيد عليها أي لا يرفعهما مرة أخرى في باقي الصلاة فما هو نص وقد ثبتت الزيادة برفعه عند الركوع وعند الرفع منه وغير ذلك والزيادة من العدل الثقة مقبولة فالاولى رفعهما في جميع المواطن التي جاءت الرواية بالرفع فيها وأما اعتبار العارف في ذلك فان رفع الايدي يؤذن بأن الذي حصل فيها قد سقط عند رفعها فكان الحق يقول له معلما اذا وقفت بين يدي فقف فقيرا محتاجا لا تملك شيأ وكل شيء ملكتك اياه فارم به وقف صفر اليدين واجعله خلف ظهرك فاني في قبلتك وهذا يستقبل بكفيه قبلته قائمة ليعلم انه صفر اليدين مما كان فيهما ثم انه اذا حطهما رجعت بطون الاكف تنظر الى خلف وهو موضع ما رمته من يدها ثم ان الله يعطيه في كل حال من الاحوال أحوال الصلاة ما يقتضيه جزاء ذلك الفعل فاذا ملكه تركه وأعلم الحق برفع يديه انه قد تركه في الموضع الذي ينبغي له أن يتركه وقد توجه طالبا فقيرا صفر اليدين الى الوهب الالهي فيعطيه أيضا فيرفع يديه وهي خالية هكذا في جميع المواطن التي علمه رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يرفع فيها يديه وقد يرفعهما من باب الحول والقوة اذ كانت محل القدرة الايدي فيرفع يديه الى الله معترفا ان الاقتدار لك لا لي وان يدي خالية من الاقتدار فمن رفعها الى الصدر اعتبر كون الحق في قبلته ومن رفعها الى الاذنين اعتبر كون الحق فوقه من قوله وهو القاهر فوق عباده في كل خفض ورفع يفعل ذلك يقول بذلك الرفع من يديه ان لا حول لي ولا قوة في كل خفض ورفع وان القوة لك لا اله الا أنت انتهى الجزء التاسع والثلاثون

﴿فصل بل وصل في الركوع وفي الاعتدال من الركوع﴾

اختلف العلماء في الركوع وفي الاعتدال من الركوع فمن قائل انه غير واجب ومن قائل بوجوبه (الاعتبار) في ذلك الخضوع واجب في كل حال الى الله تعالى باطنا وظاهرا فاذا اتفق أن يقام العبد في موطن يكون الاولى فيه ظهور عزة الايمان وجبروته وعظمته لعز المؤمن وعظمته وجبروته فيظهر في المؤمن من الانفة والجبروت ما يناقض الخضوع ففي ذلك الموطن لا يكون الخضوع واجبا بل ربما الاولى اظهار صفة ما يقتضيه ذلك الموطن قال تعالى فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك هذا موطن يجب أن تكون المعاملة فيه كما ذكر

رفع الیدین اور ابن عربی

اس کے بعد مزید لکھتا ہے:

فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فِیْ رُؤْیَا مُبْشِرَۃٍ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَرْفَعَ یَدِی فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ تَکْبِیْرِ الْاِحْرَامِ وَ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ الرُّکُوْعِ.

میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھے تکبیر تحریمہ اور رکوع میں جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع الیدین کرنے کا حکم دیا۔ (فتوحات مکیہ جلد 1ص437)

٤٣٧

فمن قائل عند تكبيرة الاحرام فقط ومن قائل عند تكبيرة الاحرام وعند الركوع وعند الرفع من الركوع ومن قائل برفعها عند السجود وعند الرفع من السجود وهو حديث وائل بن حجر ومن قائل اذا قام من الركعتين وهو رواية مالك بن الحويرث عن النبي صلى الله عليه وسلم وأما أنا فرأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في رؤيا مبشرة فامرني أن أرفع يدي في الصلاة عند تكبيرة الاحرام وعند الركوع وعند الرفع من الركوع وأما الحد الذي ترفع اليه اليدان فمن قائل الى المنكبين ومن قائل الى الاذنين ومن قائل الى الصدر ولكل قائل حديث مروي أثبتها الى المنكبين وحديث الاذنين أثبت من حديث الصدر والذي أذهب اليه في هذه المسئلة ان الاحاديث المروية في ذلك انما هي في حكاية فعله صلى الله عليه وسلم ما روي انه أمر بذلك وقد قال صلوا كما رأيتموني أصلي ومعلوم ان الصلاة تحوي على فرائض وسنن فلا يفهم من هذا الحديث ان أفعال الصلاة فرض جميعها لمعارضة الاجماع لهذا المفهوم فلنصلها ونرفع أيدينا في علم الشارع من غير تعيين فرض أو سنة كما أحرم علي بن أبي طالب باحرام النبي صلى الله عليه وسلم حين لم يعلم بما أحرم وأقره على ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم وما أنكر عليه فنرفع أيدينا في الصلاة على حكم الشرع فيها فنقبلها على ذلك الحكم وأما الحد فنهي فيه انه بفعله يقتضي التخيير فان الأحاديث وردت بحدود مختلفة فعلية فبأية حالة فعل المصلي أجزأته فرضا كان أو سنة والاولى الرفع الى الاذنين ولكن ينبغي أن يكون رفعهما على الصدر الى حذو المنكبين الى الاذنين فيجمع بين الثلاثة الاحوال وكذلك المواضع تعمها كلها عند تكبيرة الاحرام وعند الركوع وعند الرفع من الركوع وعند السجود وعند الرفع من السجود وعند القيام من الركعتين فان ذلك لا يضره فانه قد ورد وما ورد أن ذلك يبطل الصلاة فما ورد ما يعارض ذلك وغاية المفهوم من حديث ابن مسعود والبراء بن عازب أنه كان عليه السلام يرفع يديه عند الاحرام مرة واحدة لا يزيد عليها أي انه رفع مرة واحدة فلم يصنع ذلك مرتين عند الاحرام ويحتمل أن يريدا بقولهما لا يزيد عليها أي لا يرفعهما مرة أخرى في باقي الصلاة فما هو نص وقد ثبتت الزيادة برفعه عند الركوع وعند الرفع منه وغير ذلك والزيادة من العدل الثقة مقبولة فالاولى رفعهما في جميع المواطن التي جاءت الرواية بالرفع فيها وأما اعتبار العارف في ذلك فان رفع الايدي يؤذن بأن الذي حصل فيها قد سقط عند رفعها فكان الحق يقول له معلما اذا وقفت بين يدي فقف فقيرا محتاجا لا تملك شيأ وكل شيء ملكتك اياه فارم به وقف صفر اليدين واجعله خلف ظهرك فاني في قبلتك ولهذا يستقبل بكفيه قبلته قائمة ليعلم انه صفر اليدين مما كان فيهما ثم انه اذا حطهما رجعت بطون الاكف تنظر الى خلف وهو موضع ما رمته من يدها ثم ان الله يعطيه في كل حال من الاحوال أحوال الصلاة ما يقتضيه جزاء ذلك الفعل فاذا ملكه تركه وأعلم الحق برفع يديه انه قد تركه في الموضع الذي ينبغي له أن يتركه وقد توجه طالبا فقيرا صفر اليدين الى الوهب الالهي فيعطيه أيضا فيرفع

ابن عربی کا تعارف

ابن عربی نا صرف صوفیاء کے امام تھے، بلکہ آل تقلید بریلوی مذہب میں بلند پایہ کے محدث، مفسر، اور شارحین میں بھی شمار ہوتے ہیں، تفصیل کے لیے ان کتب کے ابتدائی صفحات اور تقاریظات ملاحظہ فرمائیں۔



جملہ حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں

جلد اوّل

فتوحاتِ مکیہ

مصنف حضرت امام خیر المکاشفین شیخ اکبر محی الدین محمد بن علی حاتمی المعروف ابن عربی قدس سرہ

ترجمہ

حضرت علامہ صائم چشتی فیصل آباد،

ناشران

علی برادران تاجران کتب

نزد جامعہ رضویہ ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

حقائق و معارف قرآنیہ اور علوم و اسرار ربانیہ کی شہرۂ آفاق کتاب

فتوحاتِ مکیہ

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ

اردو ترجمہ و تقدیم

پیر سید محمد فاروق القادری

دار العلم والمعرفۃ



سلسلہ مرویاتِ صوفیاء: ٤

مرویاتُ الشیخِ الأکبر من أحادیثِ النبیِ الأطہر ﷺ

(شیخ اکبر محی الدین ابن العربی کی مرفوع متصل روایات)

تألیف

شیخ الاسلام الدکتور محمد طاہر القادری

معاون ترجمہ و تخریج:

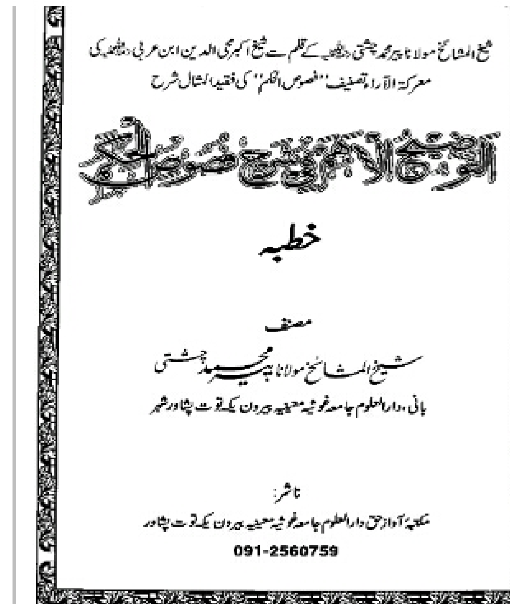
محمد ضیاء الحق رازی

منہاج القرآن پبلی کیشنز

365-ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 35168514، 042-111-140-140

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور، فون: 37237695

www.Minhaj.org - sales@Minhaj.org



شیخ المشائخ مولانا پیر محمد چشتی رحمہ اللہ کے قلم سے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کی معرکۃ الآراء تصنیف "فصوص الحکم" کی فقید المثال شرح

التوشیح الأظہر فی شرح فصوص الحکم

خطبہ

مصنف

شیخ المشائخ مولانا پیر محمد چشتی

بانی، دار العلوم جامعہ غوثیہ معینیہ بیرون یکہ توت پشاور شہر

ناشر:

مکتبہ آواز حق دار العلوم جامعہ غوثیہ معینیہ بیرون یکہ توت پشاور

091-2560759

تقلیدی دھوکا

فیصل خان تقلیدی رضوی لکھتا ہے:

"احناف کا ترک رفع الیدین کا دعویٰ ثم لا یعود کہ بغیر بھی ثابت ہوتا ہے"

تراویح العنیین صفحہ:13

اس کا پہلا جواب آپ ملاحظہ کر چکے ہیں دوسرا جواب ملاحظہ فرمائیں:

یہی وہ دھوکہ ہے جو تقلیدی علماء تقلیدی عوام کو دیتے ہیں، اس دھوکہ کو سمجھنے کے لیے ان دو مثالوں پہ غور کریں

پہلی مثال:

پہلا جملہ: "اس مصنف نے یہ کتاب لکھی"

دوسرا جملہ:" اس مصنف نے یہ کتاب لکھی اس کے علاوہ کوئی کتاب نہیں لکھی"

وضاحت:

پہلے جملہ میں ایک بات کی وضاحت ہے کہ ایک کتاب لکھی گئی ہے، باقی کوئی کتاب لکھی یا نہیں یہ بات نا معلوم ہے۔

جبکہ دوسرے جملہ پر غور کریں، دوسرے جملہ میں واضح بیان کیا گیا ہے کہ یہ کتاب اس مصنف نے لکھی اس کے علاوہ کوئی کتاب نہیں لکھی، اس میں باقی کی نفی کر دی گئی۔ کون پاگل ہے جو ان دونوں باتوں کا مطلب ایک جیسا مانتا ہے؟

جب آپ ثم لا یعود کو غیر ثابت مان چکے ہیں پھر بعد والے رفع الیدین کی نفی کن الفاظ سے ثابت ہوتی ہے؟ کیونکہ ہم نے دونوں جملوں میں فرق بالتفصیل واضح کر دیا ہے۔

اس حدیث کے دو جزو ہیں

ایک میں ہے کہ" جب نماز شروع کی تب رفع الیدین کیا"

دوسرے جزوِ میں ہے ، "ثم لا یعود" جس کو آپ غیر ثابت تسلیم کر چکے ہیں، پیچھے "جب نماز شروع کی تب رفع الیدین کیا" یہ الفاظ رہ گئے تو کون احمق اس کو ترک رفع الیدین کی دلیل بنائے گا ؟

دوسری مثال
پہلا جملہ: "یہ طالب علم اپنی جماعت میں پہلے نمبر پہ آیا ہے"
دوسرا جملہ: " یہ طالب علم ایک بار پہلے نمبر پہ آیا ہے ،اس کے بعد نہیں آیا"
کون احمق آدمی ہے جو ان دونوں باتیں کو ایک جیسا سمجھتا ہو؟؟
پہلے جملہ میں ایک بار اول آیا کا ذکر ہے آگے کچھ نہیں ہے، دوسرے جملہ میں ایک بار اول آیا کا ذکر ہے جبکہ باقی کی نفی ہے، اسی طرح معاملہ ہے حدیث ابن مسعود میں پہلی بار رفع الیدین کیا اور بعد میں نہیں کیا کے الفاظ خود مصنف مان چکا ہے کہ اس کے بغیر بھی احناف کا دعویٰ درست ہے
مطلب یہ کہ وہ الفاظ جو باقی مقامات کے رفع الیدین کی نفی کرتے ہیں غیر ثابت ہیں، ان غیر ثابت شدہ الفاظ سے ان کا صرف ایک بار رفع الیدین کرنا اور بعد میں نہ کرنا کیسے ثابت ہو سکتا ہے؟
اگر ثم لا یعود کے ثابت یا غیر ثابت ہونے سے فرق نہیں پڑتا تو آئمہ و محدثین نے ان الفاظ کا انکار کیوں کیا؟
اور تقلیدی علماء نے ان الفاظ کو ثابت کرنے کی ساری کوششیں کیوں کی؟

تقلیدی شعبدہ بازی

فیصل خان تقلیدی بریلوی لکھتا ہے:
"احناف کا ترک رفع الیدین کا دعویٰ ثم لا یعود کہ بغیر بھی ثابت ہوتا ہے ، لہذا اس حدیث پر" ثم لا یعود" کے الفاظ کی زیادتی کا اعتراض قابل قبول نہ ہو گا"
تراویح العینین صفحہ:13
جواب:
جناب نے لوگوں کو دھوکا دینے کی کوشش کی ہے، حدیث فی اول مرہ والی نقل کر کے آگے ثم لا یعود والی حدیث کی بحث شروع کر دی ہے، تاکہ بات کو مبہم کر دیا جائے اور تقلیدی عوام کو مطمئن کیا جا سکے، ایسا کیوں کیا گیا، اس کا جواب یہ ہے کہ اسی اول مرہ کو امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے ضعیف کہا ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کا اس حدیث کو ضعیف کہنا حضرت شیخ الاسلام، محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نور العینین فی اثبات رفع الیدین میں اس طرح ثابت کیا ہے ، آج تک کسی تقلیدی نے اس کو غلط ثابت نہیں کیا بس ادھر اُدھر کی باتوں سے کتابوں کو سیاہ کیا گیا ہے۔ بالفرض ابو داؤد رحمہ اللہ کی جرح کو بقول ان کے اگر غیر ثابت بھی مان لیا جائے تب بھی حدیث صحیح ثابت نہیں ہو سکتی۔

چونکہ فیصل خان بریلوی نے ان میں سے کسی بھی بات پر جواب نہیں دیا ،اور اعتراض نہیں کیا اور قلمی نسخوں کی بحث شروع کر کے امام ابو داؤد کی جرح سے انکار کرنے کی ناکام کوشش کی ہے، لہذا ہم اس ہی پہ بات کریں گے امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی جرح کے لیے ملاحظہ فرمائیں نور العینین فی اثبات رفع الیدین صفحہ:132 ،مزید تفصیلات آگے ملاحظہ کریں۔

تقلیدی غلط فہمیاں

فیصل بریلوی تقلیدی لکھتا ہے:

"امام منذری نے اپنی مختصر سنن ابی داؤد ابو علی اللؤلؤی کے نسخہ پر ہی اعتماد کیا اور اللؤلؤی کے نسخہ سے روایات نقل کیں"

ترویح العینین صفحہ:24

مختصر سنن ابو داؤد میں امام منذری رحمہ اللہ نے امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی جرح نقل نہیں کی اس سے ابو داؤد کی جرح کا ثابت نہ ہونا کیسے ثابت ہوتا ہے؟

امام منذری رحمہ اللہ کے نزدیک بھی یہ روایت ضعیف ہے۔

دیکھیئے کتاب مختصر سنن ابو داؤد کا عکس

امام منذری رحمہ اللہ کے نسخہ میں اگر امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی جرح نہیں ہے تو اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔

1- کتابت کی غلطی سے رہ گئی ہوں۔

2- مسلکی تعصب کی نذر ہو گئیں ہوں۔

3- امام منذری کی مختصر کی مراجعت کے وقت ان الفاظ کو حزف کیا گیا ہو۔

امام ابو داؤد کی جرح کے نقل نہ ہونے کی وجہ یہ تو نہیں ہے کہ ان کے ہاں یہ روایت ضعیف نہیں ہے۔

٧٥١/ ٧١٩ – وفي رواية: «مرةً واحدةً».

• وأخرجه الترمذي (٢٥٧) والنسائي (١٠٢٦). وقال الترمذي: حديث حسن. وقد حُكيَ عن عبد الله بن المبارك أنه قال: لا يثبت هذا الحديث. وقال غيره: لم يسمع عبد الرحمن بن علقمة. وقد يكون خَفِي هذا على ابن مسعود، كما خفي عليه نسخ التطبيق، ويكون ذلك كان في الابتداء قبل أن يُشرع رفع اليدين في الركوع، ثم صار التطبيق منسوخاً، وصار الأمر في السنة إلى رفع اليدين عند الركوع ورفع الرأس منه.

٧٤٩/ ٧٢٠ – وعن البراء – وهو ابن عازب –: «أن رسول الله ﷺ كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه إلى قريب من أذنيه، ثم لا يعود». [ضعيف]

• في إسناده يزيد بن أبي زياد، أبو عبد الله الهاشمي، مولاهم الكوفي، ولا يحتج بحديثه، وقال الدارقطني: إنما لُقِّن يزيد في آخر عمره: «ثم لم يَعُد» فتَلَقَّنه، وكان قد اختلط. وقال البخاري: وكذلك روى الحفاظ الذين سمعوا من يزيد قديماً، منهم الثوري، وشعبة، وزهير.

٧٥٠/ ... – ليس فيه: «ثم لا يعود». [ضعيف]

• وقال أبو داود: روى هذا الحديث هشيم، وخالد، وابن إدريس، عن يزيد، لم يذكروا: «ثم لا يعود».

٧٥٢/ ٧٢١ – وعن البراء بن عازب قال: «رأيت رسول الله ﷺ رفع يديه حين افتتح الصلاة، ثم لم يرفعها حتى انصرفَ». [ضعيف]

• في إسناده محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى، وهو ضعيف. وقال أبو داود: هذا الحديث ليس بصحيح.

٧٥٣/ ٧٢٢ – وعن أبي هريرة قال: «كان رسول الله ﷺ إذا دخل في الصلاة رفع يديه مَدًّا».

• وأخرجه الترمذي (٢٤٠) والنسائي (٨٨٣).

مختصر سنن ابو داؤد امام منذری رحمہ اللہ جلد:1صفحہ:222

مزید لکھتا ہے:

" امام ابن القیم نے تہذیب السنن میں ابو علی اللؤلؤی کے نسخہ کو ہی بنیاد بنایا اور اس نسخہ کی روایات نقل کیں جس سے اللؤلؤی کے نسخے کی اہمیت بیان ہوتی ہے"

ترویح العینین صفحہ:24

جواب:

فیصل خان بریلوی نے یہاں بھی جھوٹ بولا ہے امام ابن قیم رحمہ اللہ اللؤلؤی کے نسخہ پہ اعتبار کرتے تھے، اگر اعتبار تھا تو ابو داؤد کی جرح کے کا انکار کرتے۔ ابو داؤد کی جرح نقل نہ کرنے سے اعتبار ثابت نہیں ہوتا، ابن قیم رحمہ اللہ نے خود تہذیب السنن اور جزو رفع الیدین میں اس روایت پر جرح کی ہے اور اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

٣٧٦ تهذيب السنن لابن قيم الجوزية

وقال في أثناء باب من لم يذكر الرفع عند الركوع[١].

عقب قول الحافظ زكي الدين في آخر الحديث الأول من هذا الباب: وقال غيره لم يسمع عبد الرحمن من علقمة[٢].

قال ابن القيم رحمه الله: وقال سفيان بن عبد الملك سمعت ابن المبارك يقول: لم يثبت حديث ابن مسعود أنه رفع يديه في أول تكبيرة.

وقال ابن أبي حاتم في كتاب العلل: سألت أبي عن هذا الحديث، فقال: هذا خطأ، يقال: وهم فيه الثوري، وروى هذا الحديث جماعة عن عاصم، فقالوا كلهم: « أن النبي صلى الله عليه وسلم [٤٢/أ] افتتح، فرفع يديه، ثم ركع فطبق »[٣]، ولم يقل أحد

(١) سنن أبي دواد ١/ ٤٧٧-٤٧٨، الباب رقم (١١٩).

عند حديث عبد الرحمن بن الأسود عن علقمة قال: قال عبد الله بن مسعود: ألا أصلي بكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال: فصلى فلم يرفع يديه إلا مرة.

وأخرجه الترمذي في جامعه ٢/ ٤٠ في أبواب الصلاة، ١٩١-باب ما جاء أن النبي صلى الله عليه وسلم لم يرفع إلا في أول مرة، وقال: حديث حسن. والنسائي في المجتبى ٢/ ٥٤٠ في كتاب التطبيق، ٢٠-الرخصة في ترك ذلك.

تہذیب السنن ابن قیم صفحہ جلد 1صفحہ:376

فصل

وأما حديث ابن مسعود أنه قال: ألا أصلي بكم [ق:١٤] صلاةَ رسول الله ﷺ، فلم يرفع يديه إلا في[٤] أول مرة[٥].

(١) أخرجه البيهقي في «الكبرى»: (٢/ ٨٢).
(٢) ذكره عنه البيهقي في «الكبرى»: (٢/ ٧٧)، وفي «الخلافيات – كما في مختصره»: (٢/ ٨٠) للخمي. وانظر «البدر المنير»: (٣/ ٤٨٨-٤٨٩)، و«نصب الراية»: (١/ ٤٠٢-٤٠٣).
(٣) نقله عنه البيهقي «الخلافيات – مختصره»: (٢/ ٨٠-٨١) للخمي. وانظر «البدر المنير»: (٣/ ٤٨٩)، و«نصب الراية»: (١/ ٤٠٣).
(٤) سقطت من (ف).
(٥) أخرجه أحمد في «المسند» رقم (٣٦٨١)، وأبو داود (٧٤٨، ٧٥١)، والترمذي رقم (٢٥٧)، والنسائي في «الصغرى» (١٠٥٨)، و«الكبرى» (٦٤٩، ١١٠٠)، وابن أبي شيبة في «المصنف» رقم (٢٤٥٦)، والبيهقي في «الكبرى»: (٢/ ٧٨) وغيرهم. وقال أبو داود عقبه: «ليس هو بصحيح على هذا اللفظ».

٥٠

حديثٌ لا يثبت، تكلم فيه أئمة أهل[١] الحديث؛ فقال ابن المبارك: لا يثبت هذا الحديث[٢].

وقال غيره: لم يسمع عبد [الرحمن] بن الأسود من علقمة هذا الحديث.

قال سفيان بن عبد [الملك]: سمعت ابنَ المبارك لم يُثْبِت حديث ابن مسعود.

وقال عبد[الرحمن] ابن أبي حاتم في كتاب «العلل»[٣]: سألت أبي عن هذا الحديث، فقال [أبي: هذا] خطأ، يقال: وَهِمَ فيه الثوري. وروى هذا الحديث جماعةٌ عن عاصم، فقالوا كلهم: إن النبي ﷺ افتتح فرفع [يديه] ثم ركع وطبَّق[٤]، ولم يقل أحدٌ ما روى الثوري.

جزو رفع الیدین ابن قیم صفحہ50-51

فیصل خان بریلوی تقلیدی لکھتا ہے:
امام زیلعی نے اپنی کتاب نصب الرایہ فی تخریج الھدایہ میں اللؤلؤی کے نسخہ سے احتجاج کیا اور اللؤلؤی کے نسخہ سے روایات نقل کیں۔
تراویح العینین صفحہ:24

جواب:
زیلعی مقلد حنفی المذہب کا امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی جرح سے انکار ثابت نہیں ہے، رہی بات جرح کا نقل نہ کرنا تو یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ابو داؤد رحمہ اللہ کی جرح ثابت نہیں ہے۔

فیصل خان تقلیدی بریلوی لکھتا ہے:
"حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب بلوغ المرام میں لؤلؤی کے نسخہ پر ہی اعتماد کیا اور اللؤلؤی کے نسخہ سے روایات نقل کیں"
تراویح العینین صفحہ: 24

جواب:
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بلوغ المرام میں کہیں بھی امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی جرح کا انکار نہیں کیا، بلکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک بھی اس حدیث پر ابو امام داؤد رحمہ اللہ کی جرح موجود ہے۔
تلخیص الحبیر جلد 1 صفحہ:22، دوسرا نسخہ جلد1 صفحہ:402

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو نقل کیا اور فرمایا کہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ألا أصلي بكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى فلم يرفع يديه إلا في أول مرة وفي رواية ثم لا يعود أخرجه أبو داود والترمذي وحسنه، قال ابن أبي حاتم عن أبيه هذا خطأ.

کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھاؤں تو انہوں نے نماز پڑھائی ۔

اور شروع میں پہلی مرتبہ کے علاوہ ہاتھ نہیں اٹھائے اور ایک روایت میں الفاظ ہیں کہ پھر دوبارہ ہاتھ نہیں اٹھائے اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے نکالا ہے اور امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے، امام عبد الرحمن بن ابی حاتم نے اپنے والد سے نقل کیا کہ یہ حدیث خطاء ہے۔

الدرایہ لابن الحجر 150/1

الدراية في تخريج أحاديث الهداية

للإمام الحافظ أبي الفضل شهاب الدين أحمد بن علي ابن محمد بن حجر العسقلاني المتوفى سنة ٨٥٢ هجرية

صححه وعلق عليه السيد عبد الله هاشم اليماني المدني

الجزء الأول

دار المعرفة بيروت. لبنان

— ١٥٠ —

صلى الله عليه وسلم ، فصلى ، فلم يرفع يديه إلا في أول مرة ، وفي رواية : ثم لا يعود ، أخرجه أبو داود والترمذي وحسنه . ونقل عن ابن المبارك أنه قال : لم يثبت عندي . وقال ابن القطان : هو عندي صحيح إلا قوله ، ثم لا يعود . فقد قالوا : إن وكيعاً كان يقولها من قبل نفسه . وكذا قال الدارقطني : إنه صحيح إلا هذه اللفظة ، لكن لم ينسبها إلى خطإ وكيع . وقال غير ابن القطان : لم ينفرد بها وكيع ، بل أوردها النسائي من طريق ابن المبارك عن الثوري . وقال البخاري : قال الثوري ، عن عاصم بن كليب فذكره ، ثم قال : وقال أحمد ، قال يحيى بن آدم : نظرت في كتاب ابن إدريس عن عاصم بن كليب فلم أجد فيه ، ثم لم يعد ، وقال ابن أبي حاتم عن أبيه : هذا خطأ ، يقال : وهم فيه الثوري ، فقد رواه جمع عن عاصم بن كليب ، فقالوا : إن النبي صلى الله عليه وسلم افتتح فرفع يديه ، ثم ركع فطبق ،

= والأمصار والعصور إلا بعضاً من أهل الكوفة ، ورواية عن مالك ، وقد حاول هؤلاء جاهدين معارضة هذه السنة فلم يأتوا بطائل ، والمنصف يكتفي بالثابت عن صفوة الخلق ، معلم الخير وقائد الرحمة سيدنا محمد صلوات الله وسلامه عليه ، فهو القدوة ، والأسوة الحسنة ، وقد رأيت لأحمد شاكر رحمه الله في تعليقه على الترمذي كلاماً نفيساً ، أنقله هنا لفائدته قال : وهذا الحديث — يعني حديث ابن مسعود — صححه ابن حزم وغيره من الحفاظ ، وهو حديث صحيح ، وما قالوه في تدليله ليس بعلة ، ولكنه لا يدل على ترك الرفع في المواضع الأخرى ، لأنه نفي ، والأحاديث الدالة على الرفع إثبات ، والإثبات مقدم ، ولأن الرفع سنة ، وقد يتركها مرة أو مراراً ، ولكن الفعل الأغلب والأكثر هو السنة ، وهو الرفع عند الركوع ، وعند الرفع منه ، وقد جعل العلماء الحفاظ المتقدمون هذه المسألة — مسألة رفع اليدين عند الركوع وعند الرفع منه — من مسائل الخلاف العويصة ، وألف فيها بعضهم أجزاء مستقلة ، ثم تبعهم من بعدهم في خلافهم ، وتعصب كل فريق لقوله ، حتى خرجوا بها عن حد البحث ، إلى حد العصبية والتراشق بالكلام ، وذهبوا يصححون بعض الأسانيد أو يضعفون انتصاراً لمذاهبهم ، وتركوا — أو كثير منهم — سبيل الإنصاف والتحقيق ، والمسألة أقرب من هذا كله ، فإن الرفع في المواضع المختلف عليها ثابت بأحاديث

تلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير

لشيخ الإسلام قاضي القضاة الحافظ أبي الفضل شهاب الدين أحمد بن علي ابن محمد بن حجر العسقلاني الشافعي

الجزء الأول

اعتنى به أبو عاصم حسن بن عباس بن قطب

مؤسسة قرطبة طباعة . نشر . توزيع

دار المشكاة للبحث العلمي

٤٠٢

ابن الأسود(*) ، عن علقمة ، عن ابن مسعود ، به ، ورواه ابن عدي(٧٧) والدارقطني(٧٨) والبيهقي(٧٩) من حديث محمد بن جابر ، عن حماد بن أبي سليمان ، عن إبراهيم ، عن علقمة ، عن ابن مسعود : **صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وعمر فلم يرفعوا أيديهم إلا عند استفتاح الصلاة** . وهذا الحديث حسنه الترمذي وصححه ابن حزم ، وقال ابن المبارك : لم يثبت عندي .

وقال ابن أبي حاتم عن أبيه : قال : هذا حديث خطأ ، وقال أحمد بن حنبل وشيخه يحيى بن آدم : هو ضعيف ، نقله البخاري عنهما وتابعهما على ذلك ، وقال أبو داود : ليس هو بصحيح ، وقال الدارقطني : لم يثبت .

وقال ابن حبان في الصلاة : هذا أحسن خبر روي لأهل الكوفة في نفي رفع اليدين في الصلاة عند الركوع ، وعند الرفع منه ، وهو في الحقيقة أضعف شيء يعول عليه ، لأن له عللاً تبطله ، وهؤلاء الأئمة إنما طعنوا كلهم في طريق عاصم بن كليب الأولى ، أما طريق محمد بن جابر فذكرها ابن الجوزي في الموضوعات(٨٠) وقال عن أحمد : محمد بن جابر لا شيء ولا يحدث عنه إلا من هو شر منه .

قلت : وقد بينت في المدرج حال هذا الخبر بأوضح من هذا .

وفي الباب عن ابن عمر : « **كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يديه إذا افتتح الصلاة ثم لا يعود** » رواه البيهقي في الخلافيات وهو مقلوب موضوع ، وعن أنس : « **من رفع يديه في الصلاة فلا صلاة له** » . رواه الحاكم في المدخل ، وقال : إنه موضوع . وعن أبي هريرة مثله رواه ابن الجوزي في الموضوعات(٨١) ، وسبقه بذلك الجوزقاني(٨٢) . وعن ابن عباس : « **كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يديه كلما ركع ، وكلما رفع ، ثم صار إلى افتتاح الصلاة ، وترك**

* - عبد الرحمن بن الأسود لم يسمع من علقمة .
(٧٧) الكامل لابن عدي : (٦ / ١٥٢) ترجمة : محمد بن جابر .
(٧٨) سنن الدارقطني : (١ / ٢٩٥) .
(٧٩) السنن الكبرى للبيهقي : (٢ / ٧٩ ، ٨٠) .
(٨٠) الموضوعات لابن الجوزي : (٢ / ٩٦) من طريق البيهقي .
(٨١) الموضوعات لابن الجوزي : (٢ / ٩٦ ، ٩٧) .
(٨٢) الأباطيل والمناكير للجوزقاني : (٢ / ١٥) .

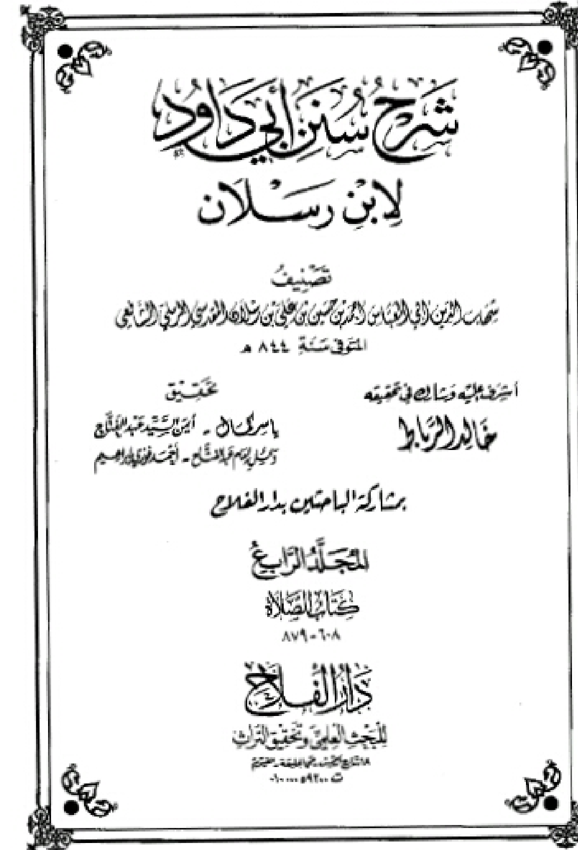
فیصل خان تقلیدی بریلوی لکھتا ہے:

"محدث ابن ارسلان نے سنن ابی داؤد کی شرح لکھتے ہوئے ابو علی اللؤلؤی کے نسخہ پر اعتماد کیا اور روایات نقل کیں"

تراویح العینین صفحہ:24

جواب:

ابن رسلان رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث پر امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی جرح کا انکار نہیں کیا بلکہ الاصطلام للسمعانی رحمہ اللہ کے حوالہ سے اس حدیث پر جرح نقل کی ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ حافظ ابن رسلان رحمہ اللہ کے ہاں بھی یہ روایت سخت ضعیف ہے۔



شرح سنن أبي داود

لابن رسلان

تصنيف

شهاب الدين أبي العباس أحمد بن حسين بن علي بن رسلان المقدسي الرملي الشافعي

المتوفى سنة ٨٤٤ هـ

تحقيق

خالد الرباط

بمشاركة الباحثين بدار الفلاح

المجلد الرابع

كتاب الصلاة

٦٠٨-٨٧٩

دار الفلاح

للبحث العلمي وتحقيق التراث

كتاب الصلاة ٣٦٧

(فصلى بهم، فلم يرفع يديه إلا) في أول (مرة) أستدل به أبو حنيفة[١] على أنه لا[٢] يسن رفع اليدين إلا مرة واحدة عند أفتتاح الصلاة.

وقال ابن[٣] السمعاني: في «الاصطلام»: والجواب [عن هذا][٤] الحديث ما روى سفيان بن عبد الملك، عن ابن المبارك قال: ثبت حديث من رفع، ولم يثبت حديث ابن مسعود؛ لأن عبد الرحمن بن الأسود لا يصح سماعه من علقمة.

قال: ويحتمل أنه خفي على ابن مسعود هذه السنة، كما خفي عليه الأخذ بالركبة في حال الركوع، وقيل[٥]: كان يطبق إلى أن توفاه الله تعالى.

[٧٥٠] (ثنا محمد بن الصباح البزاز) بزائين معجمتين، التاجر، قال: (ثنا شريك) بن عبد الله القاضي، أخرج له البخاري في «رفع اليدين في الصلاة».

(عن يزيد بن أبي زياد، عن عبد الرحمن بن أبي ليلى، عن البراء) بن عازب ﷺ (أن رسول الله ﷺ كان إذا أفتتح الصلاة رفع يديه) في التكبيرة الأولى (إلى قريب من أذنيه، ثم لا يعود) قال ابن السمعاني: لم يعد غير ثابت، وقد كان يزيد بن أبي زياد روى بالحجاز هذا الحديث من غير هذه

(١) «المبسوط» ١/ ٩٠.

(٢) سقط من (م).

(٣) سقط من (م).

(٤) سقط من (م).

(٥) في (م): قد.

فیصل خان تقلیدی بریلوی لکھتا ہے:
"محدث ابو زرعہ العراقی نے شرح سنن ابی داؤد کی شرح ابو علی اللؤلؤی کے نسخہ سے احتجاج کیا اور اسی نسخہ سے روایات نقل کیں"

جواب:
محدث ابو زرعہ العراقی رحمہ اللہ نے امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی جرح کا انکار نہیں کیا، یاد رکھیں ان مذکورہ بالا تمام آئمہ کا ابو داؤد رحمہ اللہ کی جرح کو نقل کرنا یا نہ کرنا اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ ان کے ہاں ابو علی اللؤلؤی کا نسخہ بالکل درست ہے، بلکہ ان محدثین کے نزدیک بھی حدیث عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ بالاتفاق ضعیف ہے یاد رہے بعض رواۃ سے فی اول مرہ کے الفاظ مروی ہیں اور بعض رواۃ سے ثم لا یعود اور لم یعود کے الفاظ مروی ہیں، وہ تمام روایات ضعیف ہیں، جو رفع الیدین کے مسئلہ میں سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں سوائے رفع الیدین کرنے کی حدیث کے صرف وہی صحیح ہے۔
فیصل بریلوی تقلیدی لکھتا ہے:
"امام ابو الحسن نے حاشیہ سنن ابو داؤد میں ابو علی اللؤلؤی کے نسخہ کو بنیاد بنایا"
جواب:
یہاں پہ فیصل خان تقلیدی بریلوی نے جھوٹ اور دجل سے کام لیا ہے، کیونکہ ابو الحسن السندھی رحمہ اللہ کے نسخہ میں امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی جرح موجود ہے ، انہوں نے بھی اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے دیکھیئے حاشیہ ابو داؤد کا عکس۔

فتح الودود

في شرح سنن أبي داود

خاتمة المحققين وعمدة المدققين العالم العامل النحرير الكامل

الشيخ أبي الحسن السندي

رحمه الله تعالى رحمة الأبرار .. آمين

تحقيق

محمد زكي الخولي

الجزء الأول

مكتبة لينة
مصر - دمنهور
٠١٢٦٤٨٢٠٥٣

مكتبة أضواء المنار
السعودية - المدينة النبوية
٠٥٥٤٨٩٨٥٤٣

٧٤٦ - حدثنا ابن معاذ حدثنا أبي ح وحدثنا موسى بن مروان حدثنا شعيب يعني ابن إسحق المعنى عن عمران عن لاحق عن بشير بن نهيك قال: قال أبو هريرة: لو كنت قدام النبي صلى الله عليه وسلم لرأيت إبطيه زاد عبيد الله بن معاذ قال: يقول لاحق: ألا ترى أنه في الصلاة ولا يستطيع أن يكون قدام رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ وزاد موسى بن مروان الرقي يعني إذا كبر رفع يديه.

٧٤٧ - حدثنا عثمان بن أبي شيبة حدثنا ابن إدريس عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الأسود عن علقمة قال: قال عبد الله: علمنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلاة فكبر ورفع يديه فلما ركع طبق يديه بين ركبتيه قال فبلغ ذلك سعدا فقال: صدق أخي قد كنا نفعل هذا ثم أمرنا بهذا يعني الإمساك على الركبتين.

باب من لم يذكر الرفع عند الركوع

٧٤٨ - حدثنا عثمان بن أبي شيبة حدثنا وكيع عن سفيان عن عاصم يعني ابن كليب عن عبد الرحمن بن الأسود عن علقمة قال: قال عبد الله

---

٧٤٧ - قوله: «طبق بين يديه» هو أن يجمع بين أصابع يديه، ويجعلهما بين ركبتيه في الركوع والتشهد، وهذا التطبيق منسوخ كما ذكر سعد بالاتفاق.

[باب من لم يذكر الرفع عند الركوع]

٧٤٨ - قوله: «صلاة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم» يكفي في

ابن مسعود ألا أصلي بكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: فصلى فلم يرفع يديه إلا مرة قال أبو داود: هذا حديث مختصر من حديث طويل وليس هو بصحيح على هذا اللفظ.

٧٤٩ - حدثنا محمد بن الصباح البزاز حدثنا شريك عن يزيد بن أبي زياد عن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن البراء أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه إلى قريب من أذنيه ثم لا يعود.

٧٥٠ - حدثنا عبد الله بن محمد الزهري حدثنا سفيان عن يزيد نحو حديث شريك لم يقل: «ثم لا يعود»، قال سفيان: قال لنا بالكوفة بعد: «ثم لا يعود»، قال أبو داود: وروى هذا الحديث هشيم وخالد وابن إدريس عن يزيد لم يذكروا «ثم لا يعود».

٧٥١ - حدثنا الحسن بن علي حدثنا معاوية وخالد بن عمرو وأبو حذيفة قالوا: حدثنا سفيان بإسناده بهذا قال: فرفع يديه في أول مرة وقال بعضهم: مرة واحدة.

الإضافة كون هذه الصلاة صلاها رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم أحيانًا، وإن كان المتبادر الاعتياد والدوام فيجب الحمل على كونها كانت أحيانًا توفيقاً بين الأدلة ودفعاً للتعارض، وعلى هذا فيجوز أنه صلى الله تعالى عليه وسلم صلى مثل هذه الصلاة، وترك فيها الرفع عند الركوع مثلاً، أما كون الترك سنة كالفعل أو لبيان الجواز فالسنة هي الرفع لا الترك، والله تعالى أعلم.

حاشیہ سنن ابی داؤد علامہ ابو الحسن سندھی جلد:1 صفحہ:459-458

فیصل خان تقلیدی بریلوی لکھتا ہے:
"اس بحث سے واضح ہو گیا کہ جمہور محدثین کے نزدیک امام ابو علی اللؤلؤی البصری کا نسخہ ہی رائج ، متداول اور مشہور ہے اور سنن ابی داؤد کا اطلاق صرف لؤلؤی کے نسخہ پر ہی ہوتا ہے"
تراویح العینین صفحہ:24

جواب:
ان سب کو فیصل تقلیدی نے جمہور کہا ہے اور وہ تمام محدثین اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ حدیث جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، عدالت آپ کی فیصلہ ہمارا والحمدللہ

امام ترمذی کا حسن صحیح

فیصل خان تقلیدی بریلوی لکھتا ہے:
"دیگر محدثین کی تصحیح کی طرح امام ترمذی نے اس حدیث کو"حسن صحیح" لکھا ہے"
تروتح العینین صفحہ:14

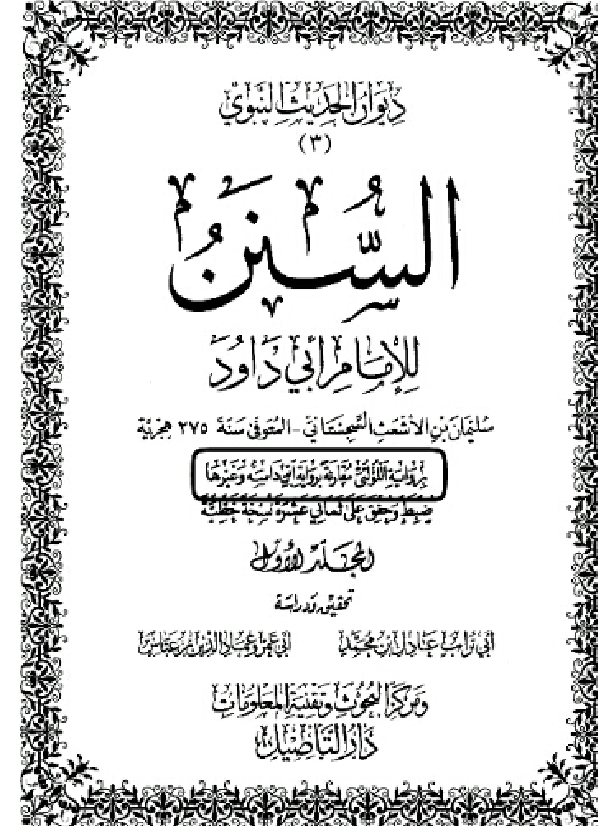
جواب:
امام ترمذی رحمہ اللہ نے صرف حسن کہا ہے جبکہ حسن کے ساتھ صحیح فیصل بریلوی نے لکھا ہے۔ کیونکہ سنن ابی داؤد کی قدیم ترین شروحات میں بھی حسن کے ساتھ صحیح نہیں لکھا۔
فیصل بریلوی تقلیدی لکھتا ہے:
"راقم کے پاس سنن ترمذی کا ایک عمدہ اور نفیس قلمی نسخہ کا عکس محفوظ ہے"
تروتح العینین صفحہ:14
مزید لکھتا ہے:
" یہ قلمی نسخہ دار الکتاب المصریہ کی لائبریری میں رقم 648 کے تحت موجود ہے"
اسی طرح مزید لکھتا ہے:
"لہذا اس نسخہ میں "حسن صحیح" کے الفاظ کا انکار ممکن نہیں ہو گا"
تروتح العینین صفحہ:15

جواب:

اس عمدہ اور نفیس نسخہ میں فیصل خان بریلوی تقلیدی نے تحریف سے کام لیا ہے، سنن ابو داؤد کا ابو علی اللؤلؤی کا نسخہ دار التاصیل سے شائع ہوا جس کے محققین نے ابن داسہ کے نسخہ اور اللؤلؤی کے نسخہ میں موازنہ کیا وہی حاشیہ تقلیدی فیصل بریلوی نے بھی نقل کر دیا۔

دیکھیئے سنن ابو داؤد کے صفحہ کا عکس

اسی طرح سنن ترمذی دارالکتاب مصریہ کا قلمی نسخہ بھی اسی ادارے دار التاصیل نے شائع کیا اس نسخہ میں امام ترمذی کے اس حدیث کے بارے میں حسن کے الفاظ موجود ہیں،اس حسن کو تحریف شدہ نسخے "عمدہ اور نفیس نسخہ" میں حسن صحیح بنا دیا ، نیز فیصل خان تقلیدی نے سنن ترمذی کے قلمی عکس میں جہاں حسن لکھا تھا اس کے عین اوپر "صحیح" کا اضافہ کر دیا دیکھیئے تقلیدی کے تحریف شدہ نسخے کا عکس مزید تفصیل آگے ملاحظہ فرمائیں۔


دِيوَانُ الحَدِيثِ النَّبَوِيِّ
(٣)
السُّنَن
لِلإِمَامِ أَبِي دَاوُد
سُلَيمَانَ بنِ الأَشعَثِ السِّجِستَانِيِّ - المُتَوَفَّى سَنَةَ ٢٧٥ هِجرِيَّة
بِرِوَايَةِ اللُّؤلُؤِيِّ مُقَارَنَةً بِرِوَايَةِ ابنِ دَاسَه وَغَيرِهَا
ضُبِطَ وَحُقِّقَ عَلَى ثَمَانِيَ عَشرَةَ نُسخَةً خَطِّيَّةً
المُجَلَّدُ الأَوَّلُ
تَحقِيقٌ وَدِرَاسَةٌ
أَبِي عَمرٍو عَبدِ الرَّؤُوفِ بنِ عَبَّاسٍ — أَبِي تُرَابٍ عَادِلِ بنِ مُحَمَّدٍ
وَمَركَزُ البُحُوثِ وَتَقنِيَةِ المَعلُومَاتِ
دَارُ التَّأصِيلِ



١١٢- بَابُ مَنْ لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوعِ(١)

٥[٧٤٤] حدثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ عَاصِمٍ ، يَعْنِي : ابْنَ كُلَيْبٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ ، عَنْ عَلْقَمَةَ ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ : أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ : فَصَلَّى ، فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً(٢) .

(١) زاد في (ك) ، (ر) ، (س) ، (هـ) : «بابٌ فيمن . . .» ، ورقم له في (ك) بعلامة الأنصاري ، والمثبت من (م) ، (ح) ، (ض) ، (ت) ، (ن) ، (و) ، (ب) ، وفي حاشية (ر) : «باب من لم» وعليه «صح» وعلامة نسخة .

٥[٧٤٤][التحفة : د ت س ٩٤٦٨] .

(٢) زاد هنا في النسخ (ر) ، (س) ، (هـ) ، والثلاثة يمثلون رواية ابن داسه كما سبق بيانه ، وكذا حاشية (ب) ، ورقم عليه بعلامة ابن داسه : «قال أبو داود : هذا الحديث مختصر من حديث طويل ، وليس هو بصحيح على هذا المعنى» ، ورقم في (س) على هذه العبارة بعلامة ليس عند اللؤلؤي ، قوله : «المعنى» كذا في (ر) ، وحاشية (س) ، ورقم له «علامة ابن داسه : صح» ، وفي (س) ، وحاشيتي (ر) ، (هـ) : «اللفظ» ، ورقم له في الأخيرين بعلامتي ابن الأعرابي ، وزاد في حاشية (ر) علامة الرملي .

وفي حاشية (م) : حاشية : «حديث عبد الله بن مسعود هذا أخرجه الترمذي والنسائي ، وقال الترمذي : «حديث حسن» ، وقد حكي عن ابن المبارك أنه قال : «لا يثبت هذا الحديث» ، وقال غيره : «لم يسمع عبد الرحمن من علقمة» ، وقد يكون خفي هذا على ابن مسعود كما خفي عليه نسخ التطبيق ، أو يكون ذلك كان في الابتداء قبل أن يشرع رفع اليدين في الركوع ، ثم صار التطبيق منسوخا ، وصار الأمر في السنة إلى رفع اليدين عند الركوع ، ورفع . . .» .

وقد جاء في «العلل ومعرفة الرجال» لأحمد ، رواية ابنه عبد الله (١/ ٣٦٩ ، ٧٠٩) : «قلت لأبي : حديث عاصم بن كليب حديث عبد الله؟ قال : حدثناه وكيع في الجماعة ، قال : حدثنا سفيان ، عن عاصم بن كليب ، عن عبد الرحمن بن الأسود ، عن علقمة قال : قال ابن مسعود : ألا أصلي بكم صلاة رسول الله ﷺ؟ قال : فصلى ، فلم يرفع يديه إلا مرة . حدثني أبي ، قال : حدثناه وكيع مرة أخرى بإسناده سواء ، فقال : قال عبد الله : أصلي بكم صلاة رسول الله ﷺ ، فرفع يديه في أول .

(٧١٠) حدثني أبي ، قال : حدثنا أبو عبد الرحمن الضرير قال : كان وكيع ربما قال : «يعني : ثم لا يعود» ، قال أبي : كان وكيع يقول هذا من قبل نفسه : «يعني : ثم لا يعود» .

(٧١١) قال أبي : وقال الأشجعي : «فرفع يديه في أول شيء» .

(٧١٣) قال أبي : حديث عاصم بن كليب رواه بن إدريس ، فلم يقل : ثم لا يعود .

(٧١٤) حدثني أبي ، قال : حدثنا يحيى بن آدم ، قال : أملاه علي عبد الله بن إدريس من كتابه عن -

سنن ابی داؤد رواہ اللؤلؤی

وأنسٍ ، وأبي هريرة ، وأبي حميدٍ ، وأبي أسيدٍ ، وسهل بن سعدٍ ، ومحمد بن مسلمة ، وأبي قتادة ، وأبي موسى الأشعري ، وجابرٍ ، وعميرٍ الليثي .

قال أبو عيسى : حديث ابن عمر حديثٌ حسنٌ صحيحٌ .

وبهذا يقول بعض أهل العلم من أصحاب النبي ﷺ ، منهم : ابن عمر ، وجابر بن عبد الله ، وأبو هريرة ، وأنس ، وابن عباس ، وعبد الله بن الزبير وغيرهم ، ومن التابعين : الحسن البصري ، وعطاء ، وطاوس ، ومجاهد ، ونافع ، وسالم بن عبد الله ، وسعيد بن جبير وغيرهم ، وبه يقول مالك ، ومعمر ، والأوزاعي ، وابن عيينة و[1] عبد الله بن المبارك ، والشافعي ، وأحمد ، وإسحاق .

وقال ابن المبارك : قد ثبت حديث من يرفع ، وذكر حديث الزهري ، عن سالم ، عن أبيه ، ولم يثبت حديث ابن مسعود أن النبي ﷺ لم يرفع إلا في أول مرة .

حدثنا بذلك أحمد بن عبدة الآملي ، قال : حدثنا وهب بن زمعة ، عن سفيان بن عبد الملك ، عن عبد الله بن المبارك .

٥ [٢٥٨] حدثنا هناد ، قال : حدثنا وكيع ، عن سفيان ، عن عاصم بن كليب ، عن عبد الرحمن بن الأسود ، عن علقمة ؛ قال : قال عبد الله بن مسعود : ألا أصلي بكم صلاة رسول الله ﷺ؟! فصلى ، فلم يرفع يديه إلا في أول مرة .

قال : وفي الباب : عن البراء بن عازبٍ .

قال أبو عيسى : حديث ابن مسعود حديثٌ حسنٌ .

(١) قوله : «مالك ، ومعمر ، والأوزاعي ، وابن عيينة و» من (ف ٦/ ٢١) ، (ش ٣٣) ، (م) ، حاشية الأصل بخط مغاير ، وحاشية (ح/ ٣٢) ، ونسبه فيهما لنسخة ، إلا أنه جاء في (ف ٦) ، (ش) دون قوله : «وابن عيينة» .

٥ [٢٥٨] [التحفة : د ت س ٩٤٦٨] .

[٢٢ ب] .

ديوان الحديث النبوي

(٤)

سنن الترمذي

وهو الجامع الكبير

للإمام أبي عيسى

محمد بن عيسى بن سورة الترمذي

رواية أبي العباس المحبوبي عنه

طبعة مزيدة موثقة على عشرين نسخة خطية

منها اثنتا عشرة من رواية المحبوبي

المجلد الأول

تحقيق ودراسة

مركز البحوث وتقنية المعلومات

دار التأصيل

سنن ترمذی نسخہ دار الکتاب المصریہ مطبوعہ دار التاصیل مصر

دائروں اور ان میں لگے ہوئے نقطے کی اہمیت کیا ہے؟ حافظ ابن کثیرؒ اور خطیب بغدادیؒ کے اقوال سے وضاحت کرتے ہیں۔

قال الخطیب بغدادی: وینبغی ان یترک الدائرة غفلاً فإذا قابلها نقط فیها نقطة ۔(اختصار علوم الحدیث ص ۱۳۰ حافظ ابن کثیر۔ الجامع فی الاخلاق الراوی و آداب السامع ۱/۲۷۳۔ خطیب بغدادیؒ)

ترجمہ: خطیب بغدادیؒ نے کہا: دائرے کو خالی چھوڑنا چاہیے پھر جب اس کی مراجعت کرے تو اس میں نقطہ لگادے۔

میرے پاس جو سنن ترمذی کے قلمی نسخے کا عکس ہے اس کی ہر حدیث کے آخر میں دائرہ بنا ہوا ہے اور ان دائروں میں نقطے لگے ہوئے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ نسخہ صحیح ترین اور اصل نسخہ سے مراجعت والا نسخہ ہے۔ لہٰذا اس نسخہ میں "حسن صحیح" کے الفاظ کا انکار ممکن نہیں ہوگا۔

جامع ترمذی دارلکتب المصریہ کے قلمی نسخے کا عکس

عینی حنفی کی شرح کا جواب

فیصل خان تقلیدی بریلوی لکھتا ہے:

"علامہ بدر الدین عینی نے بھی امام ترمذی سے اس حدیث کے بارے میں صحیح کے الفاظ نقل کرتے ہیں چنانچہ علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں "اخرجہ الترمذی و قال حدیث حسن صحیح" شرح ابو داؤد 3/341"

تراویح العینین صفحہ:16

عینی حنفی کا جواب:

عینی حنفی کی شرح میں حسن صحیح کا لکھا ہونا جمہور محدثین کے خلاف ہے لہذا اس کی کوئی اہمیت نہیں

امام منذری رحمہ اللہ:

آپ رحمہ اللہ نے بھی امام ترمذی رحمہ اللہ سے صرف حسن نقل کیا ہے حسن صحیح نہیں کہا۔

مختصر سنن أبي داود

للحافظ

عبد العظيم بن عبد القوي المنذري

(ت ٦٥٦هـ)

خرّج أحاديثه وضبط نصّه وعلّق عليه ورقّم كتبه وأحاديثه وقارن أبوابه مع المعجم المفهرس لألفاظ الحديث النبوي الشريف

"ووضع حكم المحدّث الألباني على الأحاديث"

"بطلب من صاحب مكتبة المعارف - الرياض حيث أنه صاحب الحق في ذلك"

محمد صبحي بن حسن حلاق

أبو مصعب

الجزء الأول

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع

لصاحبها سعد بن عبد الرحمن الراشد

الرياض

٧٥١/ ٧١٩ - وفي رواية: «مرةً واحدةً».

• وأخرجه الترمذي (٢٥٧) والنسائي (١٠٢٦). وقال الترمذي: حديث حسن. وقد حُكيَ عن عبد الله بن المبارك أنه قال: لا يثبت هذا الحديث. وقال غيره: لم يسمع عبد الرحمن بن علقمة. وقد يكون خَفِيَ هذا على ابن مسعود، كما خفي عليه نسخ التطبيق، ويكون ذلك كان في الابتداء قبل أن يُشرع رفع اليدين في الركوع، ثم صار التطبيق منسوخاً، وصار الأمر في السنة إلى رفع اليدين عند الركوع ورفع الرأس منه.

٧٤٩/ ٧٢٠ - وعن البراء - وهو ابن عازب -: «أن رسول الله ﷺ كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه إلى قريب من أذنيه، ثم لا يعود». [ضعيف]

• في إسناده يزيد بن أبي زياد، أبو عبد الله الهاشمي، مولاهم الكوفي، ولا يحتج بحديثه، وقال الدارقطني: إنما لُقِّن يزيد في آخر عمره: «ثم لم يَعُد» فتَلَقَّنه، وكان قد اختلط. وقال البخاري: وكذلك روى الحفاظ الذين سمعوا من يزيد قديماً، منهم الثوري، وشعبة، وزهير.

٧٥٠/ ... - ليس فيه: «ثم لا يعود». [ضعيف]

• وقال أبو داود: روى هذا الحديث هشيم، وخالد، وابن إدريس، عن يزيد، لم يذكروا: «ثم لا يعود».

٧٥٢/ ٧٢١ - وعن البراء بن عازب قال: «رأيت رسول الله ﷺ رفع يديه حين افتتح الصلاة، ثم لم يرفعهما حتى انصرفَ». [ضعيف]

• في إسناده محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى، وهو ضعيف. وقال أبو داود: هذا الحديث ليس بصحيح.

٧٥٣/ ٧٢٢ - وعن أبي هريرة قال: «كان رسول الله ﷺ إذا دخل في الصلاة رفع يديه مَدًّا».

• وأخرجه الترمذي (٢٤٠) والنسائي (٨٨٣).

امام ابن عربی المالکی:

امام ابن عربی رحمہ اللہ کی شرح سنن ترمذی میں بھی صرف حسن لکھا ہے حسن صحیح نہیں لکھا، صرف حسن کو حسن صحیح کہنے میں عینی حنفی کا مؤقف درست نہیں ہے۔

عارضة الأحوذي

بشرح

صحيح الترمذي

الإمام الحافظ ابن العربي المالكي

٤٣٥ — ٥٤٣

الجزء الثاني

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

لم يرفع إلا في أول مرة حدثنى بذلك أحمد بن عبدة الآملي حدثنا وهب ابن زمعة عن سفيان بن عبد الملك عن عبد الله بن المبارك حدثنا هناد حدثنا وكيع عن سفيان عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الأسود عن علقمة قال قال عبد الله ألا أصلى بكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى فلم يرفع يديه الا في أول مرة وفي الباب عن البراء بن عازب ﴿ قال أبو عيسى حديث ابن مسعود حديث حسن وبه يقول غير واحد من أهل العلم من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم والتابعين وهو قول سفيان وأهل الكوفة

رفع يديه خرجه البخارى واختلف العلماء فى رفع اليدين فى الصلاة على خمسة أقوال . الأول أنها لا ترفع فى شيء من الصلوات قاله فى مختصر ما ليس فى المختصر الثانى أنه يرفع فى تكبيرة الاحرام قاله مالك فى مشهور رواية البصريين وأبو حنيفة . الثالث يرفع فى تكبيرة الاحرام واذا ركع . الرابع يرفع فيهما واذا رفع فيهما واذا رفع من الركوع روى ذلك عن مالك . الخامس الرافع إذا قام من اثنتين رواه ابن وهب عنه والصحيح أنها ترفع فى ثلاثة مواضع لحديث ابن عمر المشهور فى الموطأ ومتابعة كبار الصحابة له فى ذلك أو متابعته ثم تركيب وفى صفة الرفع ثلاثة أقوال قيل حذو الصدر وقيل حذو المنكب وقيل حذو الآذان فأما حيال الصدر فليس بشيء وأما حيال المنكب والأذن فقد روى ذلك عن النبى صلى الله عليه وسلم فى الصحيح والجمع بينهما أن تكون أطراف الأصابع

عارضۃ الاحوذی بشرح صحیح الترمذی جلد: 2 صفحہ: 58

امام ابن ملقن :

شرح سنن ترمذی امام ابن ملقن رحمہ اللہ میں بھی صرف حسن لکھا ہے حسن صحیح نہیں لکھا ، صرف حسن کو حسن صحیح کہنے میں عینی حنفی کا مؤقف درست نہیں ہے اور فیصل خان تقلیدی بریلوی کا مؤقف جمہور محدثین کے خلاف ہے۔

إنجاز الوعد الوفي

شرح جامع الترمذي

للحافظ سراج الدين أبي حفص عمر بن علي بن أحمد الأنصاري الشافعي المعروف بابن الملقن

(٧٢٣-٨٠٤هـ)

تحقيق

أبي مالك جهاد السيد المرشدي

قوبل الكتاب على نسخة خطية بخط المؤلف

المجلد الثاني

الناشر

الفاروق الحديثة للطباعة والنشر

٣٠٢ ——— إنجاز الوعد الوفي شرح جامع الترمذي/ ج٢

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: «أَلا أُصَلِّي بِكُمْ صَلاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَصَلَّى، فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ»(١).

وَفِي البَابِ عَنْ البَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ(٢).

قال أبو عيسى(٣): حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ، (ق١٣٨-ب)وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَالتَّابِعِينَ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ، وَأَهْلِ الكُوفَةِ.

الشرح:

الكلام عليه من وجوه:

أحدها: حديث الباب حديث ابن عمر: أخرجه الشيخان(٤)، وأبو داود(٥)، وابن ماجة(٦).

وحديث عمر: أخرجه البيهقي في «خلافياته» ورجاله موثقون، وفيها -أيضًا- من حديث ابن عمر، عن عمر؛ والصواب: ابن عمر، قاله أحمد، والدارقطني

وحديث علي: رويناه من طريق أبي داود .

(١) أخرجه أحمد في (مسنده) [٦/ ٢٠٣ رقم: ٣٦٨١]، وأبو داود في (سننه) [١/ ١٩٩ رقم: ٧٤٨]، والنسائي في (المجتبى) [٢/ ١٩٥ رقم: ١٠٥٨]، وفي (السنن الكبرى له) [١/ ٣٣٢ رقم: ٦٤٩].

(٢) أخرجه أحمد في (مسنده) [٣٠/ ٤٤١ رقم: ١٨٤٨٧] ،و أبو داود في (سننه) [١/ ٢٠٠ رقم: ٧٤٩]، ، وأبو يعلى في (مسنده) [٣/ ٢١٨ رقم: ١٦٥٨].

(٣) الترمذي في (جامعه) [١/ ٣٤٣ رقم: ٢٥٧].

(٤) البخاري في (صحيحه) [١/ ١٤٨ رقم: ٧٣٥]، ومسلم في (صحيحه) [١/ ٢٩٢ رقم: ٣٩٠].

(٥) أبو داود في (سننه) [١/ ١٩١ رقم: ٧٢١].

(٦) ابن ماجة في (سننه) [١/ ٢٧٩ رقم: ٨٥٨].

انجاز الوعد الوفی شرح جامع الترمذی جلد: 2 صفحہ: 302

بریلوی شرح سنن ترمذی:

شرح سنن ترمذی جو بریلوی مذہب کے مستند علماء کی زیر نگرانی طبع ہوئی اس میں بھی صرف حسن لکھا ہے حسن صحیح نہیں لکھا ، صرف حسن کو حسن صحیح کہنے میں عینی حنفی کا مؤقف درست نہیں ہے اور فیصل خان تقلیدی بریلوی کا مؤقف جمہور محدثین کے خلاف ہے۔

شرح جامع ترمذی 1

شرح جامع ترمذی

(جلد دوم)

شارح:
استاذ الفقہ والحدیث
استاذالعلماء حضرت علامہ مولانا
مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی متعنا اللہ باطالۃ عمرہ

مکتبہ امام اہلسنت: داتا دربار مارکیٹ، لاہور

0332:1632626

شرح جامع ترمذی 855

هُرَيْرَةَ، وَأَنَسٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَغَيْرِهِمْ، وَمِنَ التَّابِعِينَ: الحَسَنِ البَصْرِيِّ، وَعَطَاءٍ، وَطَاوُسٍ، وَمُجَاهِدٍ، وَنَافِعٍ، وَسَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَغَيْرِهِمْ، وَبِهِ يَقُولُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ المُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ وقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ المُبَارَكِ: قَدْ ثَبَتَ حَدِيثُ مَنْ يَرْفَعُ، وَذَكَرَ حَدِيثَ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَلَمْ يَثْبُتْ حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْفَعْ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ. حَدَّثَنَا بِذَلِكَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الآمُلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ زَمْعَةَ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ المَلِكِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ المُبَارَكِ

257- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ: أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَصَلَّى، فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ. وَفِي البَابِ عَنْ البَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ

امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض صحابہ کرام مثلاً حضرت ابن عمر، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت انس، حضرت ابن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) وغیرہم اور تابعین میں سے حضرت حسن بصری، حضرت عطاء، حضرت طاؤس، امام مجاہد، حضرت نافع، حضرت سالم بن عبداللہ، سعید بن جبیر رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ موقف ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق کا بھی یہ مسلک ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں: رفع یدین والی حدیث ثابت ہے۔ اور (پھر) انھوں نے زہری کی حدیث جو سالم کے حوالہ سے اُن کے والد (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے منقول ہے، ذکر کی اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف پہلی بار (تکبیر تحریمہ کے وقت) رفع یدین کیا، ثابت نہیں۔

حدیث: حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی نماز نہ پڑھاؤں تو آپ نے نماز پڑھی اور پہلی بار (تکبیر تحریمہ) کے سوا اپنے ہاتھ نہ اُٹھائے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت موجود ہے۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود

شرح جامع الترمذی بریلوی مترجم و شارح جلد: 2 صفحہ: 855

ان پانچ کتابوں میں حسن کے علاوہ حسن صحیح کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔
اس کے علاوہ سنن ترمذی کے جدید نسخہ مطبوعہ دار التاصیل جو نسخہ المصریہ سے مراجعت شدہ ہے اس میں بھی صرف حسن لکھا ہے حسن صحیح نہیں ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ تقلیدی فیصل بریلوی نے خیانت کر کے قلمی نسخے میں جہاں حسن لکھا ہوا تھا اس کے عین اوپر صحیح لکھا کر اس کا عکس کتاب میں شامل کر دیا۔

ترمذی رحمہ اللہ کا تساہل اور تقلیدی علماء

امام ترمذی رحمہ اللہ کا متساہل ہونا معروف ہے، آپ رحمہ اللہ کتنی ''ضعیف'' احادیث کو ''حسن'' کہہ دیتے ہیں ،خود تقلیدی حنفی جرابوں پر مسح والی حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ کے ''حسن'' کے ساتھ ساتھ ''صحیح'' کہنے کے باوجود بھی ''حسن'' تسلیم نہیں کرتے، ترمذی رحمہ اللہ نے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ''حسن'' کہا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حنفی مذہب کی معتبر کتابوں میں حنفی علماء نےلکھا ہے۔
علامہ زیلعی حنفی:
حنفی علامہ زیلعی ایک روایت ، جس کو امام ترمذی نے حسن کہا، اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
وانكر عليه، لان مداره على الحجاج بن أرطاة، وهو مدلس، ولم يذكر سماعا.
"امام صاحب کی اس تحسین کا محدثین کی طرف سے انکار کیا گیا ہے، کیونکہ اس روایت کا دارومدار حجاج بن ارطاۃ پر ہے اور وہ مدلس ہے اس روایت میں اس نے سماع کی تصریح نہیں کی"
نصب الرایہ جلد:2صفحہ:300 مؤسسۃ الریان للطباعۃ والنشر، دوسرا نسخہ: 217/2.
حنفی علامہ عینی:
حنفی علامہ عینی نے امام ترمذی رحمہ اللہ کو متساہل قرار دیا ہے:
البنایہ عینی:869/2.

حنفی علامہ ملا علی قاری:
حنفی علامہ ملا علی قاری حنفی نے امام ترمذی رحمہ اللہ کو متساہل کہا ہے۔
مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح جلد:1 صفحہ:25 طبع دارالفکر
کوثری حنفی:
وکیل مذہب حنفی کوثری نے امام ترمذی رحمہ اللہ کو متساہل قرار دیا ہے
مقالات کوثری:311
احمد رضا بریلوی
مجدد البدعات والخرافات احمد رضا خان بریلوی تقلیدی نے امام ترمذی رحمہ اللہ کو متساہل قرار دیا ہے
صفائح اللجین صفحہ:29
غلام رسول سعیدی بریلوی
بریلوی علامہ سعیدی لکھتا ہے:
احادیث پر کوئی حکم لگانے اور ان کی قسم متعین کرنے میں بعض اوقات امام ترمذی سے تساہل بھی واقع ہوا ہے۔
مقدمہ جامع ترمذی مترجم جلد:1صفحہ:41 مترجم صدیق سعیدی بریلوی
مزید لکھتا ہے:
ایک روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:
اورامام ترمذی کا اسکو غیرمحفوظ کہنا محض تساہل ہے
مقدمہ جامع ترمذی مترجم جلد:1صفحہ:42 مترجم صدیق سعیدی بریلوی
نوٹ: تساہل کی بحث تفصیل کے ساتھ پڑھیئے سعیدی بریلوی کا مقدمہ ترمذی
حاصل کلام:
کیا یہ منافقت نہیں ہے اپنے مطلب کی بات کو تو تسلیم بھی کر لیا اور دلیل بنا کر پیش بھی کر لیا مگر اپنے موقف کے خلاف روایات کو امام ترمذی رحمہ اللہ کا تساہل کہہ کر ٹھکرا دیا جائے؟ البتہ ان حنفی علماء کے اعتراف سے ثابت ہوتا ہے کہ فیصل خان تقلیدی بریلوی کی پیش کردہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو امام ترمذی کا حسن کہنا امام ترمذی کا تساہل ہے۔

امام ابو داؤد کی جرح

فیصل خان تقلیدی بریلوی نے اپنی کتاب ترویح العینین صفحہ 17پر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کی سات محدثین کی جرح کو نقل کیا ہے، البتہ اس کے علاوہ نور العینین میں شیخ الاسلام حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے 21 آئمہ و محدثین سے اس حدیث کو ضعیف ثابت کیا ہے تقلیدی فیصل بریلوی اس جرح کے حوالہ جات کو نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے:

" نوٹ، حافظ ذہبی نے اپنی کتاب التنقیح کتاب التحقیق فی احادیث تعلیق پر امام ابو داؤد نے اس جرح کے الفاظ نقل نہیں کئے، کیونکہ ان کی یہ کتاب امام ابن جوزی کی کتاب التحقیق پر تعلیق تھی۔ لہذا انہوں نے اس کتاب میں ابن جوزی کا امام ابو داؤد سے جرح کرنا نقل کرنے پر اتفاق نہیں کیا "

ترویح العینین صفحہ:17

جواب:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے کتاب التنقیح امام ابن جوزی رحمہ اللہ کی تعلیق لکھی ہے، اس میں بلیغ رد بھی کیا ہے ، جس کی تفصیل کتاب کے مقدمہ میں موجود ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے التنقیح میں ابن جوزی رحمہ اللہ سے۔

1-جہاں اختلاف تھا اس کو بیان کیا۔

2-جہاں ابن جوزی کی بات کی وضاحت ضروری تھی اس کی وضاحت کی۔

3-جہاں حافظ ذہبی رحمہ اللہ، ابن جوزی رحمہ اللہ سے متفق ہیں اس پہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے سکوت اختیار کیا ہے، اگر امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی جرح ثابت نہ ہوتی تو حافظ ذہبی رحمہ اللہ ضرور اس کا رد کرتے،اس سے واضح ہوتا ہے کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ، ابن جوزی رحمہ اللہ کے ساتھ امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی جرح پہ متفق ہیں اس لیے نہ اس کی وضاحت کی اور نہ ہی اس پر پر رد لکھا ، البتہ ترک رفع الیدین کی تمام احادیث، بشمول حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عبدالرحمن کے علقمہ سے سماع نہ ہونے کی وجہ سے حافظ ذھبی نے ضعیف قرار دیا۔

التنقیح جلد:1 مسئلہ:115 صفحہ:135

اگلے صفحہ پر دیکھئیے التنقیح کا عکس۔

كلَّما ركع وكلَّما رفع، ثمَّ صارَ إلى افتتاحِ الصلاةِ، وتركَ ما سوَى ذلكَ».

ويخبر ابن الزبيرِ «أنَّه رأى رجلًا يرفعُ يديهِ من الركوعِ، فقالَ: مه، فإنَّ هذا شيءٌ فعلهُ رسولُ اللَّهِ ﷺ ثمَّ تركهُ».

وهذانِ منكرٌ من القولِ، ومنْ شرطِ الناسخِ أنْ يكونَ في قوةِ المنسوخِ، ثم المحفوظُ عن ابنِ عباسٍ، وابنِ الزبيرِ الرفعُ.

قالُوا: ولنا:

أحمد[1]، نا وكيعٌ، عن سفيانَ، عنْ عاصمِ بنِ كليبٍ، عنْ عبدِ الرحمنِ ابنِ الأسودِ، عنْ علقمةَ قالَ: قال عبدُ اللَّهِ: «ألا أُصلِّي بكُم صلاةَ رسولِ اللَّهِ ﷺ؟ فصلَّى، فلمْ يرفعْ يديهِ إلا مرةً».

وروى إسحاقُ بنُ أبي إسرائيلَ، ثنا محمدُ بنُ جابرٍ، عنْ حمَّادٍ، عنْ إبراهيمَ، عن علقمةَ، عنْ عبدِ اللَّهِ قالَ: «صليتُ معَ رسولِ اللَّهِ ﷺ ومعَ أبي بكرٍ وعمرَ، فلمْ يرفعُوا أيديهم إلَّا عندَ افتتاحِ الصَّلاةِ».

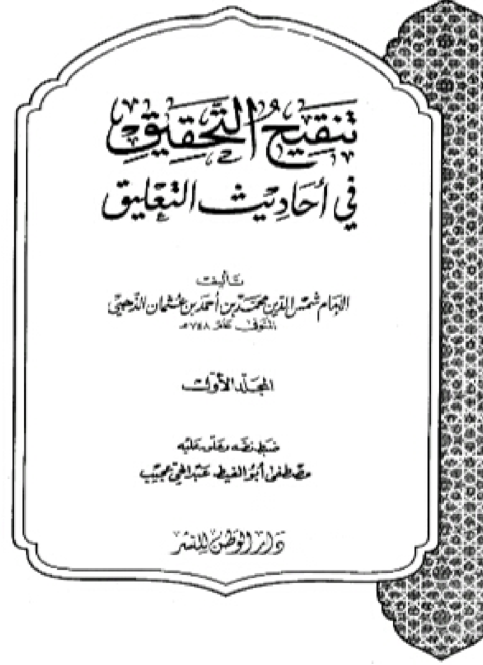
محمدُ بنُ جابرٍ ضعيفٌ، وغيرُ حمادٍ يرووِنهُ عنْ إبراهيمَ[2]، عنْ عبدِ اللَّه من قوله، والأول فقيل[3]: إنَّ عبد الرحمن لم يسمعْ منْ علقمةَ

وقالَ ابنُ المباركِ: لا يثبتُ هذا الحديثُ، ثمَّ يجوزُ أنْ يخفَى هذا على عبدِ اللَّهِ، كما خفي نسخُ التطبيقِ وغير ذلكَ.

إسماعيلُ بنُ زكريا، عن يزيدَ بن أبي زيادٍ، عن ابن أبي ليلَى، عنِ البراءِ «أنَّهُ رأى النبيَّ ﷺ حينَ افتتحَ الصلاةَ رفعَ يديهِ حتَّى حاذَى بهما أُذنيهِ، ثمَّ لم يعدْ إلى شيءٍ منْ ذلكَ حتَّى فرغَ منْ صلاتِهِ».

(۱) «المسند» (۱/٤٤٢) ولفظه: «فرفع يديه في أول».
(۲) ضبب عليها المصنف للانقطاع.
(۳) كذا في «الأصل» وفي التحقيق لابن الجوزي (۲/۱۸۱).
وأما طريقه الثاني، فقال الدارقطني: تفرَّد به محمد بن جابر، وكان ضعيفًا عن حماد. وغير حماد يرويه عن إبراهيم مرسلًا عن عبد الله من قوله، غير مرفوع إلى النبي ﷺ. وهو الصواب. اهـ.

١٣٥



حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی اس وضاحت سے واضح ہوتا ہے کہ فیصل خان تقلیدی بریلوی نے دجل اور دھوکا دہی سے کام لیا ہے،کیونکہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کئی وجوہات کی بنا پر ضعیف ہے والحمدللہ۔

تقلیدی کا غیبی دعویٰ

فیصل خان تقلیدی بریلوی کذب بیانی کی اعلیٰ مثال قائم کرتے ہوئے اسی صفحہ پر لکھتا ہے:

"اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امام ذھبی کے پاس جو سنن ابی داؤد کا نسخہ تھا اس میں امام ابو داؤد کی جرح منقول نہ تھی"

ترویح العینین صفحہ:17

جواب:

یہ غیبی خبر آپ کو کیسے معلوم ہو گئی؟

امام ذہبی رحمہ اللہ سے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ ضعیف ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ کا امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی جرح کو نقل نہ کرنا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے نسخہ میں امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی جرح موجود نہ تھی۔

تلبیس و مغالطہ بازی

فیصل خان تقلیدی بریلوی اپنی کتاب ترویح العینین صفحہ 17 کے آخر میں تحقیقی جائزہ سے لے کر صفحہ 32 تک جھوٹ اور کذب بیانیوں کا سہارا لے کر منگھڑت قلمی نسخوں اور مخطوطات کو پیش کر کے امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی جرح سے جان چھڑانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ اور آخر میں لکھتے ہیں کہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ کا جو نسخہ سب سے آخر میں مراجعت کروایا گیا وہ زیادہ اصح ہے اور وہ ابو علی اللؤلؤی کا نسخہ ہے۔

جیسا کہ خود تقلیدی فیصل خان بریلوی نے لکھا ہے:

"اس مندرجہ بالا تحقیق سے واضح ہو گیا ابو علی اللؤلؤی کو نسخہ جب امام ابو داؤد سب سے آخر میں لکھوا رہے تھے تو بہت سے زیادت انہوں نے ختم یا حذف کروا دیں جو کہ ابن داسہ کے نسخہ میں موجود تھی"

ترویح العینین صفحہ:28

جواب:
فیصل خان تقلیدی بریلوی کی عقل کو داد دیں،اور غور کریں، زیادت تو ابن داسہ کے نسخہ میں تھی اور امام ابو داؤد رحمہ اللہ ختم ابو علی اللؤلؤی کے نسخہ سے کروا رہے ہیں، جو نسخہ بقول فیصل تقلیدی کے تھا ہی اصحہ اس سے کونسی زیادت حذف کروائی؟
اور اگر زیادت حذف کروانا ہی تھی تو ابن داسہ کی زیادت ختم کیوں نہ کروائی یاد رہے ابن داسہ ابو علی اللؤلؤی سے بعد میں فوت ہوئے اور ابن داسہ بھی بصری ہیں جس طرح ابو علی اللؤلؤی بصری ہیں۔
ابو داؤد رحمہ اللہ نے حذف یا ختم کروا دیا غور کریں تقلیدی بریلوی کو خود یقین نہیں ہے کہ ختم کروایا ؟ یا حذف کروایا؟
امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے جو کچھ ابن داسہ کے نسخہ سے حذف کرویا اس میں کیا کیا حذف کروایا؟ امام ابو داؤد رحمہ اللہ سے ثابت ہے؟
ابو داؤد رحمہ اللہ کا حذف کرنےاور موقف سے رجوع کہاں موجود ہے اس کی سند پیش کریں؟
مزید لکھتے ہیں:
"لہذا امام ابو داؤد کے دیگر نسخوں میں جو روایتیں ہونگی وہ بالمقابل ابو علی للؤلؤی کے نسخے کے منسوخ جبکہ ابو علی اللؤلؤی کا نسخہ ناسخ اور راجع ہی ہو گا"
ترویح العینین صفحہ :28
جواب:
کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ ابو علی اللؤلؤی کے نسخہ میں تحریف کر کہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی جرح کو حذف کیا گیا ہو؟
اور اگر ابو داؤد رحمہ اللہ نے رجوع کیا، تو اس کی وضاحت کے لیے متقدم تلامذہ کے نسخوں کی اصلاح کیوں نہیں کروائی،اور اس وقت ابن داسہ فیصل تقلیدی کے بقول زندہ تھے۔
المختصر ان کے بقول اس حدیث پر امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی جرح کو غیر ثابت بھی مان لیا جائے تو بھی حدیث کے ضعف میں ذرا برابر بھی کمی نہیں آتی۔

اگر باسند صحیح ابو داؤد رحمہ اللہ کا اس حدیث کو صحیح کہنا بھی ثابت ہو جائے تب بھی ضعف میں کمی نہیں لاتا۔ کیونکہ اس حدیث کو جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے والحمدللہ۔

قدیم اور جدید تلامذہ

فیصل خان تقلیدی بریلوی کے بقول امام ابو داؤد رحمہ اللہ کے متقدم تلامذہ کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

1-ابو علی اسحاق بن موسی بن سعید الرملی الوارق

2-ابو الطیب احمد بن ابراہیم ابن الاشنانی بغدادی

3-ابو محسن علی بن الحسن بن الانصاری

ترویج العینین صفحہ:18

فیصل خان تقلیدی بریلوی کے بقول امام ابو داؤد رحمہ اللہ کے متاخر تلامذہ کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

1-ابو بکر احمد بن سلمان البغدادی

2-ابو سعید احمد بن محمد بن سعید بن زیاد ابن الاعرابی البصری

3-ابو بکر محمد بن بکر بن محمد بن عبد الرزاق بن داسہ البصری متوفی 346 ہجری

4-ابو علی محمد بن احمد بن عمرو اللؤلوی البصری متوفی 333 ہجری

ترویج العینین صفحہ: 18

جواب:

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی یہ جرح امام ابو داود رحمہ اللہ سے صرف قدیم تلامذہ ہی نہیں بلکہ متاخر تلامذہ میں سے ابن داسہ نے بھی نقل کی ہے، ابن داسہ کو تقلیدی فیصل بریلوی نے متاخر تلامذہ میں شمار کیا ہے، جو بقول فیصل بریلوی تقلیدی صاحب کے امام ابو داود کے متاخر شاگرد ہیں۔

ابن داسہ کے نسخہ کو دیگر محدثین کے امام ابو داؤد کی جرح کو نقل کرنے کی وجہ سے تقویت ملتی ہے۔

ابن داسہ کو خود تقلیدی فیصل بریلوی نے متاخرین میں شمار کیا ہے، متقدمین میں شمار نہیں کیا، اور ابو علی اللؤلؤی متوفی 333 ہجری ،تاریخ وفات کے لحاظ سے بھی ابن داسہ متوفی 346 ہجری سے متقدم ہیں متاخر نہیں ہیں، لہذا ابن داسہ کے نسخہ کو ابو علی اللؤلؤی کے نسخہ سے بھی زیادہ کی تقویت ملتی ہے

اور آئمہ محدثین نے امام ابو داود کی عبارت کو معتمد علیہ تسلیم کیا ہے ، اور اس عبارت کو امام ابو داود رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ آئمہ محدثین کے نزدیک یہ عبارت امام ابو داود رحمہ اللہ کی ہے۔ اور اس دلیل کے بعد کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ اس عبارت کو امام ابو داود رحمہ اللہ کے حوالے سے غیر ثابت قرار دیا جائے۔

نوٹ:

ہمیں ابن داسہ کا مخطوط پیش کرنے کی ضرورت اس لیے پیش نہیں آئی کیونکہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی جرح نسخہ ابن داسہ کا خود تقلیدی فیصل بریلوی نے اعتراف کیا ہے۔

مندرجہ ذیل محدثین اور علماء نے امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی جرح کو تسلیم کیا ہے:

امام ابن عبد البر
التمہید لابن عبد البر 220/9
امام ابن الجوزی
التحقیق فی اختلاف الحدیث صفحہ 335
امام ابن ملقن
البدر المنیر 492/3
امام ابن القطان
بیان الوھم 365/3
امام ابن الھادی
التنقیح 135/2
امام ابن رسلان
شرح سنن ابو داؤد 365/4

امام حافظ ابن حجر
تلخیص الحبیر 402/1
ولی الدین الخطیب
مشکوۃ المصابیح حدیث 809
ملا علی قاری حنفی
مرقاۃ المفاتیح 668/2
علامہ ابو الحسن الحنفی
فتح الودود 459/1
بریلوی علامہ لیاقت رضوی
شرح سنن ابو داؤد 102/2
نوٹ: ضیاء القرآن بریلوی نسخہ میں بھی جرح موجود ہے

مدلس کی تدلیس

اُصول حدیث کا معروف اور مسلمہ قائدہ ہے کہ مدلس راوی کی عن والی روایت ناقابل حجت یعنی ضعیف ہوتی ہے ، اس سلسلہ میں محدثین کرام کے اقوال ملاحظہ فرمائیں

امام شافعی

امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"فقلنا: لا نقبل من مدلّس حديثًا حتى يقول فيه : حدثني أو سمعت"

ہم کسی مدلس سے کوئی حدیث قبول نہیں کرتے، حتی کہ وہ حدثنی یا سمعت کہے یعنی سماع کی تصریح کرے۔

کتاب الرسالہ طبع المطبعۃ الکبری الامیریہ صفحہ: 53

نوٹ:

کتاب الرسالہ اصولِ فقہ اور اصولِ حدیث بلکہ اصولِ دین کی قدیم اور عظیم الشان کتابوں میں سے ہے اور متعدد علماء نے اس کی شروح لکھی ہیں۔

امام شافعی کا اصول اور جمہور محدثین

امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ کے بیان کردہ اس اصول کو جمہور محدثین کی موافقت حاصل ہے۔

امام عبدالرحمٰن بن مہدی

امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ (متوفی 198ھ) کتاب الرسالہ کو پسند کرتے تھے۔

الطیوریات جلد:2 صفحہ: 761 حدیث: 681 وسندہ صحیح

پس ثابت ہوا کہ عبدالرحمٰن بن مہدی کے نزدیک بھی مدلس کی عن والی روایت قابل قبول نہیں ہے۔

امام اسحاق بن راہویہ

امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ (متوفی 238ھ) بھی کتاب الرسالہ سے متفق تھے۔

امام اسماعیل بن یحییٰ
امام اسماعیل بن یحییٰ المزنی رحمہ اللہ (متوفی 264ھ) بھی کتاب الرسالہ کے مؤید تھے۔
مقدمۃ الرسالہ صفحہ: 73 رواہ ابن الاکفانی: 54 وسندہ حسن
حافظ ابن حبان
حافظ ابن حبان البستی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"فما لم يقل المدلّس و إن كان ثقة حدثني أو سمعت فلا يجوز الإحتجاج بخبره، وهذا أصل أبي عبد الله محمد بن إدريس الشافعي رحمه الله و من تبعه من شيوخنا"
مدلس، اگرچہ ثقہ ہو، حدثنی یا سمعت نہ کہے (یعنی سماع کی تصریح نہ کرے) تو اس کی روایت سے حجت پکڑنا جائز نہیں ہے اور یہ ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ کی اصل (بنیادی اصول) ہے اور ہمارے اساتذہ کا اصول ہے جنھوں نے اس میں اُن کی اتباع (یعنی موافقت) کی ہے۔
کتاب المجروحین جلد:1صفحہ: 92، دوسرا نسخہ جلد:1صفحہ: 86، صحیح ابن حبان ،الاحسان: 161 /1، دوسرا نسخہ: 90 /1)
امام ابن حبان رحمہ اللہ نے مزید کہا
الثقات المدلسون الذين كانوا يدلسون فى الاخبار مثل قتادة و يحيى بن ابى كثير الاعمش و ابو اسحاق و ابن جريج و ابن اسحاق و "الثورى" و هشيم فربما دلسوا عن الشيخ بعد سماعهم عنه عن اقوام ضعفاء لايجوز الاحتجاج باخبارهم ، فما لم يول المدلس و ان كان ثقة حدثنى او سمعتُ فلا يجوز الاحتجاج بخبره "

وہ ثقہ مدلس راوی جو اپنی احادیث میں تدلیس کرتے ہیں مثلاً یحیی بن ابی کثیر اعمش و ابو اسحاق و ابن جریج و ابن اسحاق و ""(سفیان)ثوری "" و ھشیم بن بشیر بعض اوقات اپنے اس شیخ سے جس سے سنا تھا وہ روایت بطور تدلیس بیان کردیتے جنہیں انہوں نے ضعیف ناقابل حجت لوگوں سے سنا تھا تو جب تک مدلس اگرچہ ثقہ ہی ہو جب تک یہ نہ کہے کہ " اس نے مجھ سے حدیث بیان کی " یا " میں نے سُنا " تو اس کی خبر سے حجت پکڑنا جائز نہیں "

کتاب المجروحین لابن حبان 1/92

نوٹ:

امام ابن حبان رحمہ اللہ کے اس بیان سے واضح ہوگیا کہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ جس روایت میں سماع کی تصریح نہ کریں وہ حجت نہیں

ان اقوال میں حافظ ابن حبان البستی رحمہ اللہ نے امام شافعی کی مکمل موافقت کی ہے .

حافظ ابن صلاح

حافظ ابن الصلاح الشہرزوری (متوفی 643ھ) نے کہا:

"والحكم بأنه لا يقبل من المدلّس حتى يبين، قد أجراه الشافعي رضي الله عنه فيمن عرفناه دلّس مرة والله أعلم"

اور حکم (فیصلہ) یہ ہے کہ مدلس کی روایت تصریحِ سماع کے بغیر قبول نہ کی جائے، اسے شافعی رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے بارے میں جاری فرمایا ہے جس نے ہماری معلومات کے مطابق صرف ایک دفعہ تدلیس کی ہے۔ واللہ اعلم‘‘

(مقدمہ ابن الصلاح مع التقیید والایضاح للعراقی صفحہ: 99، دوسرا نسخہ صفحہ: 161)

نوٹ:

مقدمہ ابن الصلاح اُصولِ حدیث کی مشہور و معروف کتاب ہے اور اسے تلقی بالقبول حاصل ہے۔

مزید تفصیل کے لیے دیکھئے ارشاد طلاب الحقائق للنووی (1/ 108) المنہل الروی لابن جماعہ (ص 26) اختصار علوم الحدیث لابن کثیر (95,96/1) اور التقیید والایضاح (ص 11) نزھۃ النظر لابن حجر (ص 5,6) اور البحر الذی زخر للسیوطی (1/ 235) وغیرہ۔

حافظ ابن الصلاح نے امام شافعی کی مکمل موافقت کی ہے اور کوئی مخالفت نہیں کی۔

امام نووی

علامہ یحییٰ بن شرف نووی نے (متوفی 677ھ) نے فرمایا:

''فما رواه بلفظ محتمل لم يبين فيه السماع فمرسل و هذا الحكم جار فيمن دلّس مرة''

وہ (مدلس راوی) ایسے لفظ سے روایت بیان کرے جس میں احتمال ہو، سماع کی تصریح نہ ہو تو وہ مرسل ہے۔ اور یہ حکم اس کے بارے میں جاری ہے جو ایک دفعہ تدلیس کرے۔

(التقریب للنووی فی اصول الحدیث صفحہ: 9 نوع 12، تدریب الراوی للسیوطی 229 /1-230) .

امام نووی نے امام شافعی کی مکمل موافقت کی ہے اور کوئی مخالفت نہیں کی .

حافظ عراقی:

ابو الفضل العراقی نے " والشافعی اثبتہ بمرۃ " کہہ کر کوئی مخالفت نہیں کی بلکہ یہ کہہ کر موافقت کردی

امام سخاوی:

سخاوی نے عراقی کے قول ''اثبتہ بمرہ'' کی تشریح میں کہا:

''و بيان ذلک أنه بثبوت تدليسه مرة صار ذلک هو الظاہر من حاله في معنعناته كما إنه ثبوت اللقاء مرة صار الظاهر من حاله السماع،و كذا من عرف بالكذب في حديث واحد صار الكذب هو الظاہر من حاله و سقط العمل بجميع حديثه مع جواز كونه صادقًا في بعضه''

اور اس کی تشریح یہ ہے کہ اس کی ایک دفعہ تدلیس کے ثبوت سے اُس کی (تمام) معنعن روایات میں اس کا ظاہر حال یہی بن گیا (کہ وہ مدلس ہے) جیساکہ ایک دفعہ ملاقات کے ثبوت سے (غیر مدلس کا) ظاہر حال یہ ہوتا ہے کہ اُس نے (اپنے استاد سے) سنا ہے، اور اسی طرح اگر کسی آدمی کا (صرف) ایک حدیث میں جھوٹ معلوم ہو جائے تو اس کا ظاہر حال یہی بن جاتا ہے (کہ وہ جھوٹا ہے) اور اس کی تمام احادیث پر عمل ساقط ہو جاتا ہے، اس جواز کے ساتھ کہ وہ اپنی بعض روایات میں سچا ہو سکتا ہے۔
(فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث ج1ص 193)

دو اہم دلیلیں بیان کر کے سخاوی نے امام شافعی کی تائید کر دی اور ان لوگوں میں شامل ہو گئے جو مدلس کی عن والی روایت نہیں مانتے، چاہے اُس نے ساری زندگی میں صرف ایک دفعہ تدلیس کی ہو۔

حافظ ابن کثیر

حافظ ابن کثیر نے تدلیس کے بارے میں امام شافعی کا قول نقل کیا اور اس کی کوئی مخالفت نہیں کی۔ اختصار علوم الحدیث (174 /1، نوع 12)

حافظ ابن ملقن

حافظ ابن الملقن نے بھی تدلیس کے بارے میں حافظ ابن الصلاح کے حکم کو برقرار رکھا اور کوئی مخالفت نہیں کی۔
دیکھئے المقنع فی علوم الحدیث (158 /1) اور فقرہ: 10

حافظ ابن حجر:

ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے
''حكم من ثبت عنه التدليس إذا كان عدلاً أن لا يقبل منه إلا ما صرح فيه بالتحديث على الأصح "
"عادل راوی سے جب تدلیس ثابت ہو جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کی وہی روایت قبول کی جائے گی جس میں تحدیث کی صراحت ہوگی"
نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر صفحہ: 85

نوٹ:

اس سے ثابت ہوا کے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی طبقاتی تقسیم کے وہ خود بھی قائل نہیں تھے۔

یہاں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے راوی کی تدلیس کے ثبوت کے تعلق سے بات کی ہے اور یہ امام شافعی کی مکمل موافقت ہے ان کی طبقاتی تقسیم سے یہ خود بھی راضی نہیں۔

محمد الیمانی

محمد بن اسماعیل الیمانی نے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کا مزکورہ قول نقل کیا اور کوئی مخالفت نہیں کی۔

اسبال المطر علی قصب السکر ص 116 .

جلال الدین سیوطی

جلال الدین السیوطی نے بھی امام شافعی کا قول نقل کیا اور کوئی مخالفت نہیں کی ۔

بلکہ " ولو بمرۃ وضح " کہہ کر تدلیس کو جرح قرار دیا۔

الفقیہ فی علوم الحدیث صفحہ: 31 تحقیق احمد شاکر ۔

امام البلقینی

امام البلقینی نے مقدمہ ابن الصلاح کی شرح میں امام شافعی کا قول نقل کیا اور کوئی مخالفت نہیں کی لہذا یہ ان کی طرف سے اس اصول کی موافقت ہے ۔

محاسن الاصطلاح صفحہ: 235

حسین بن عبداللہ الطیبی

حسین بن عبداللہ الطیبی نے اصول حدیث والے رسالے میں امام شافعی کا قول نقل کیا اور کوئی مخالفت نہیں کی ۔

الخلاصہ فی اصول الحدیث صفحہ: 72

خطیب بغدادی:

خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے امام شافعی کا قول بھی باسند روایت کیا اور کوئی مخالفت نہیں کی ۔

بلکہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی 463ھ) نے فرمایا:

و قال آخرون خبر المدلس لا يقبل إلا أن يورده على وجه مبين غير محتمل لإيهام فإن أورده على ذلک قُبِلَ، و هذا هو الصحيح عندنا

مدلس کی خبر (روایت) مقبول نہیں ہوتی اِلا یہ کہ وہ وہم کے احتمال کے بغیر صریح طور پر تصریح بالسماع کے ساتھ بیان کرے، اگر وہ ایسا کرے تو اس کی روایت مقبول ہے اور ہمارے نزدیک یہی بات صحیح ہے۔
(الکفایہ فی علم الروایہ صفحہ: 361)

امام بیہقی

مشہور محدّث ابو بکر البیہقی رحمہ اللہ (متوفی 458ھ) نے امام شافعی کا مذکورہ کلام نقل کیا اور اس پر کوئی مخالفت نہیں کی۔
دیکھئے معرفۃ السنن والآثار (76 /1) اور النکت للزرکشی (ص 191)

حافظ ابن عبدالبر:

حافظ ابن عبدالبر (متوفی 463ھ) نے فرمایا:

و کذلک من عرف بالتدلیس المجتمع علیه و کان من المسامحین فی الأخذ عن کل أحد، لم یحتج بشيۡ مما رواه حتی یقول: أخبرنا أو سمعت

اور اسی طرح جو شخص اس تدلیس کے ساتھ "معلوم ہو جائے" ، جس پر اجماع ہے (کہ وہ مدلس ہے) اور وہ ان نرمی کرنے والوں میں سے ہو جو ہر ایک سے روایت لے لیتے ہیں، اس نے جو بھی روایت بیان کی اس میں سے کسی کے ساتھ بھی حجت نہیں پکڑی جائے گی اِلا یہ کہ وہ اخبرنا یا سمعت کہے یعنی سماع کی تصریح کرے۔
(التمہید لما فی الموطأ من المعانی والاسانید 17 /1)

اس قول میں حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے (من عرف بالتدلیس) کہہ کر امام شافعی کی مکمل موافقت کی ہے۔

مزید فرمایا:

"إلا أن یکون الرجل معروفًا بالتدلیس فلا یقبل حدیثه حتی یقول: حدثنا أو سمعت، فهذا لا أعلم فیه أیضًا خلافًا"

سوائے اس کے کہ (اگر) آدمی تدلیس کے ساتھ معلوم ہو تو اس کی حدیث قبول نہیں کی جاتی اِلا یہ کہ وہ حدثنا یا سمعت کہے (یعنی سماع کی تصریح کرے) اس کے بارے میں مجھے کوئی اختلاف معلوم نہیں ہے ۔
(التمہید 1/ 13)
حافظ ابن عبدالبر نے معنعن (عن والی) روایت کے مقبول ہونے کی تین شرطیں بیان فرمائی ہیں، جن پر اجماع ہے۔
تمام راوی عادل یعنی ثقہ وضابط ہوں۔
ہر راوی کی اپنے استاذ سے ملاقات ثابت ہو۔
تمام راوی تدلیس سے بری ہوں۔

ابو بکر الصیرفی

ابو بکر الصیرفی (متوفی 330ھ) نے کتاب الرسالہ للشافعی کی شرح کتاب الدلائل والاعلام میں فرمایا:
''كل من ظهر تدليسه عن غير الثقات لم يقبل خبره حتى يقول: حدثني أو سمعت''
ہر وہ شخص جس کی تدلیس غیر ثقہ راویوں سے ظاہر ہوجائے تو اس کی روایت قبول نہیں کی جاتی، اِلا یہ کہ وہ حدثنی یا سمعت کہے / یعنی سماع کی تصریح کرے۔
(النکت علیٰ مقدمۃ ابن الصلاح للزرکشی ص184)

امام یعقوب بن شیبہ

امام یعقوب بن شیبہ رحمہ اللہ (متوفی 262ھ) نے فرمایا:
''فأما من دلّس عن غير ثقة و عمن لم يسمع هو منه فقد جا وزحد التدليس الذي رخص فيه من رخص من العلماء''
پس جو شخص غیر ثقہ سے تدلیس کرے اور اس سے جس سے اُس نے اسے نہیں سنا تو اس شخص نے تدلیس کی حد میں تجاوز کر لیا، جس کے بارے میں علماء نے اجازت دی تھی۔
(الکفایہ ص 362 وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ یعقوب بن شیبہ کے نزدیک مدلس کی عن والی روایت اور اسی طرح مرسل خفی دونوں ضعیف وغیر مقبول ہیں۔

زکریا الانصاری

زکریا الانصاری (متوفی 926ھ) نے عراقی کا قول "والشافعي يثبته بمرة" نقل کیا اور اس کی کوئی مخالفت نہیں کی۔

دیکھئے فتح الباقی بشرح الفیۃ العراقی (ص 169۔170)

عینی حنفی لکھتے ہیں:

سفيان من المدلسين، والمدلس لا يحتج بعنعنته الا أن يثبت سماعه من طريق آخر

"سفیان مدلس راویوں میں سے ہیں اور مدلس راوی کے عنعنہ سے حجت نہیں لی جاتی، الا یہ کہ دوسری سند میں اس کا سماع ثابت ہو جائے۔"

عمدۃ القاری :112/3

جو لوگ قلیل التدلیس راوی کی معنعن روایات کو صحیح سمجھتے ہیں ان سے گزارش ہے کہ ہمیں تو معلوم نہیں یہ اصول کس نے بیان کیا کہ غیر ثقہ سے تدلیس کرنے والے کی تدلیس بھی مقبول ہے چاہے وہ قلیل التدلیس ہو اگر یہ اصول کسی نے بیان کیا ہے تو پیش کریں صرف قلیل التدلیس کی بات لے کر ڈھنڈورا نہ پیٹیں

سفیان ثوری کا عنعنہ صحت حدیث کے لیے مضر ہے بھلے ہی وہ کچھ لوگوں کے نزدیک قلیل التدلیس ہو کیونکہ سفیان ثوری کا غیر ثقہ سے تدلیس کرنا ثابت ہے اور محدثین سے یہ بات ثابت ہے کہ جو شخص غیر ثقہ سے تدلیس کرے اس کا عنعنہ مقبول نہیں مردود ہے۔

امام حاکم

امام حاکم رحمہ اللہ نے کہا

"قوم دلسوا عن اقوام مجهولين لا يدرى من هم و من اين هم ، فمنهم سفيان بن سعيد الثورى رضى الله عنه "

معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ، الجنس الثالث من التدلیس صفحہ: 343 ، 344

حافظ العلائی

حافظ العلائی رحمہ اللہ نے کہا

"من یدلس عن اقوام مجھولین لا یدری من ھم کسفیان الثوری"

وہ لوگ جو ایسے مجہول لوگوں سے تدلیس کرتے ہیں جن کا کوئی تعارف نہ ہو جیسے سفیان ثوری"

جامع التحصیل فی احکام مراسیل ص 99 .

حافظ ذہبی

امام ذھبی رحمہ اللہ نے ثوری کے بارے میں کہا " وکان یدلس فی روایتہ و ربما دلس عن الضعفاء "

آپ اپنی روایت میں تدلیس کرتے تھے اور کبھی کبھار ضعفاء سے بھی تدلیس کرتے تھے •

میزان الاعتدال 2/169 و سیر اعلام النبلاء 7/242 .

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے خود کہا:

" ثُمَّ إِنْ كَانَ الْمُدلِّسُ عَنْ شَيْخِهِ ذَا تَدْلِيسٍ عَنِ الثِّقَاتِ فَلَا بَأْسَ وَإِنْ كَانَ ذَا تَدْلِيسٍ عَنْ الضُّعَفَاءِ فَمَرْدُودٌ"

"پھر اگر مدلس اپنے ثقہ استاذوں سے تدلیس کرے تو(اس کی روایت میں)کوئی حرج نہیں ہے اور اگر ضعیف سے تدلیس کرے تو(اس کی روایت)مردود ہے۔

(الموقظہ ص45)

ثابت ہوا ثوری کا عنعنہ مردود ہے کیونکہ محدثین کے یہ اقوال اسی بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ مجہول اور ضعیف راویوں سے روایات بیان کرتے ہیں، جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے، کیونکہ ضعفاء اور مجہول سے ثوری کی تدلیس ثابت ہے ۔

ضعفاء اور مجہول سے تدلیس کرنے والے کی تدلیس کیسے قبول ہوسکتی ہے؟

بریلوی اور تدلیس

بریلوی علماء کے نزدیک بھی مدلس کی تدلیس والی روایات مردود ہوتی ہیں۔

معارفِ اصول حدیث صفحہ:140از شاکر علی نوری

معارف اصولِ حدیث ۱۴۰ مقبولِ راوی کے لحاظ سے غیر مردود کی قسمیں

(۲) شیخ ضعیف ہو، اس لیے غیر مشہور وصف سے اس کا ذکر کر کے یہ بات چھپانے کی کوشش کر رہا ہو کہ وہ ضعیف ہے۔

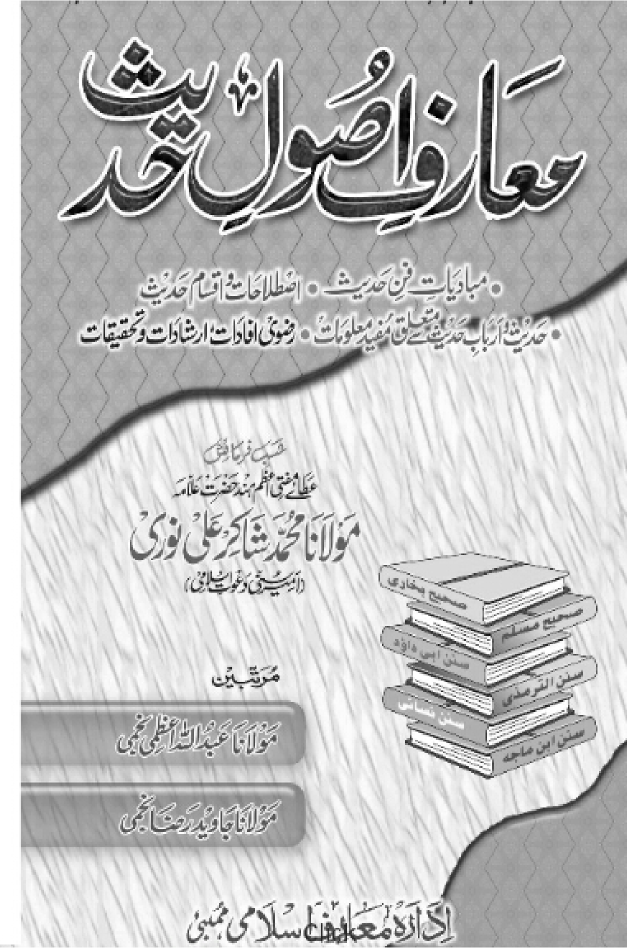
(۳) شیخ کوئی نامور نہ ہو یعنی لوگوں میں مشہور و معروف نہ ہو اور راوی اس کا نام چھپا کر خود کو اس کا شاگرد ظاہر کرنا نہیں چاہتا ہو۔

(۴) راوی یہ جتانا چاہتا ہے کہ اُسے کثیر مسائخ سے سماعتِ حدیث حاصل ہے۔ مثلاً وہ ایک دفعہ یوں کہتا ہے: حَدَّثَنِیْ مُسْلِمٌ، کبھی یوں کہتا ہے: حَدَّثَنِیْ اَبُو الْحَسَنِ الْقُشَیْرِیُّ، کبھی یوں کہتا ہے: حَدَّثَنِیْ ابْنُ الْحَجَّاجِ النِّیْسَابُوْرِیُّ۔ عام لوگ اس سے یہ سمجھیں گے کہ مسلم، ابوالحسن قشیری اور ابن الحجاج نیشاپوری الگ الگ تین محدث ہیں، حالاں کہ حقیقت میں یہ ایک ہی شخص ہیں جنھیں دنیا امامِ مسلم کے نام سے جانتی ہے۔

حدیث مدلَّس کا حکم

ایسی احادیث' ضعیف کے اقسام میں سے ہیں۔ خصوصاً حدیث مدلَّس الاِسناد مذموم و مکروہ سمجھی جاتی ہے جب کہ حدیث مدلَّس الشیخ میں اگر سماعت کی تصریح ہو جائے تو معتبر و مقبول، ورنہ مردود و نامقبول ہوتی ہے۔

نوٹ: بعض اکابر محدثین مثلاً سفیان بن عیینہ، امام اعمش وغیرہ سے جو تدلیس واقع ہے وہ کسی غرضِ فاسدہ کی وجہ سے نہیں تھی۔ چوں کہ انھیں اس بات کا یقین تھا کہ یہ حدیث صحیح ہے اس لیے انھوں نے موجودہ شہرت کو کافی سمجھا۔ اس لیے ان محدثین کی تدلیس کی ہوئی حدیثوں پر کوئی کلام نہیں ہوگا بلکہ ان کی تدلیس مقبول ہوگی۔



احمد رضا بریلوی:

احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں " اور عنعنہ مدلس جمہور محدثین کے مذہب مختار و معتمدمیں مردود و نا مستند ہے۔"

فتاویٰ رضویہ: جلد:5 صفحہ:245

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

احمد رضا بریلوی نے شریک بن عبداللہ القاضی کے بارے میں (بطورِ رضا مندی) لکھا ہے:

"تہذیب التہذیب میں کہا کہ عبدالحق اشبیلی نے فرمایا: وہ تدلیس کیا کرتا تھا اور ابن القطان نے فرمایا: وہ تدلیس میں مشہور تھا

فتاویٰ رضویہ جلد:24 صفحہ:239

نوٹ شریک بن عبداللہ طبقاتی تقسیم کے قائلین کے نزدیک طبقہ ثانیہ کے مدلس ہیں۔

معلوم ہوا کہ احمد رضا خان کے نزدیک طبقات کی تقسیم صحیح نہیں ہے یا وہ اس بارے میں لا علم تھے۔

عباس رضوی:

عباس رضوی بریلوی ایک روایت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ایک راوی امام اعمش ہیں جو اگر چہ بہت بڑے امام ہیں لیکن مدلس ہیں اور مدلس راوی جب عن سے روایت کرے تو اس کی روایت بالاتفاق مردود ہو گی۔"

آپ زندہ ہیں واللہ: صفحہ:251

اس کتاب پر بریلوی مفتی اعظم پاکستان مفتی عبدالقیوم ہزاروی کی تقریظ لکھی گئی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا بھی یہی موقف تھا

نوٹ:

علماء بریلویہ کی تضاد بیانی ملاحظہ فرمائیں معارفِ اصول حدیث کے مصنف شاکر نوری نے اعمش کی تدلیس کو قبول کیا ہے دیکھیئے گزشتہ صفحہ 47 اور عباس رضوی نے اعمش کی تدلیس والی حدیث کا انکار کردیا ہے کیا یہ تضاد بیانی نہیں ہے؟

عباس رضوی بریلوی کے متعلق مشہور بریلوی عالم و محقق عبدالحکیم شرف قادری فرماتے ہیں: "وسیع النظرعدیم النظیر فاضل محدث"

آپ زندہ ہیں واللہ: صفحہ:25

عباس رضوی بریلوی دوسری جگہ لکھا ہے:

"یعنی سفیان مدلس ہے اور یہ روایت انہوں نے عاصم بن کلیب سے عن کے ساتھ کی ہے اور اصول محدثین کے تحت مدلس کا عنعنہ غیرمقبول ہے جیسا کہ آگے انشاء اللہ بیان ہوگا"

مناظرے ہی مناظرے صفحہ:249

شریف کوٹلوی

محمد شریف کوٹلوی بریلوی نے سفیان ثوری کی ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے کہا:

"اور سفیان کی روایت میں تدلیس کا شبہ ہے"

فقہ الفقیہ صفحہ:134

حاصل کلام:

ان تمام بریلوی اکابر علماء کی اس وضاحت سے واضح ہوتا ہے کہ مدلسین کی طبقاتی تقسیم ان کے ہاں بھی درست نہیں ہے اور مدلسین کی بغیر سماع کی تصریح کے روایات ضعیف ہوتی ہیں فیصل خان تقلیدی بریلوی نے تمام اکابر علماء بریلویہ کے موقف کے خلاف اپنا موقف پیش کیا ہے اور بریلوی مذہب میں فیصل بریلوی تقلیدی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

سفیان ثوری کی تدلیس

امام عبداللہ بن مبارک :

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کہا

قلتُ لهشيم مالكَ تدليس و قد سمعتُ ؟ قال : كان كبيران يدلسان و ذكو الاعمش و الثوری

امام ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے ہشیم سے کہا آپ کیوں تدلیس کرتے ہیں جبکہ آپ نے سنا بھی ہے تو انہوں نے کہا دو بڑے اعمش اور سفیان ثوری تدلیس کرتے تھے۔

علل الکبیر للترمزی 2/966 سندہ صحیح۔

امام ابن معین :

امام ابن معین رحمہ اللہ نے ثوری کے بارے میں کہا

"و کان یدلس" آپ تدلیس کرتے تھے۔

الجرح و التعدیل 4/225 سندہ صحیح

امام ابو عاصم :

امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد النّبیل رحمہ اللہ نے کہا۔

نري ان سفيان الثورى انما دلسه عن ابى حنيفة

سنن دار قطنی 3/201

امام ابو نعیم :

امام ابو نعیم فضل بن دکین رحمہ اللہ نے کہا۔

" وكان سفيان اذا تحدث عن عمرو بن مرة بما سمع يقول حدثنا و اخبرنا و اذا دلس عنه يقول : قال عمرو بن مرة "

سفیان جب عمرو بن مرہ سے حدیث بیان کرتے ہیں جو ان سے سنی ہوتی ہے تو " حدثنا اور اخبرنا " کہتے ہے یعنی عمرو بن مرہ نے ہم سے حدیث بیان کی یا ہمیں خبر دی ، اور جب ان سے تدلیس کرتے ہیں تو کہتے ہیں " قال " عمرو بن مرہ یعنی عمرو بن مرہ نے کہا۔

تاریخ دمشق لابی زرعہ الدمشقی رقم: 1193 سندہ صحیح

امام یعقوب بن سفیان:

امام یعقوب بن سفیان الفارسی الفسوی رحمہ اللہ نے کہا:

" و سفيان يدلسون و التدليس من قديم "

المعرفۃ التاریخ للفسوی 2/633

امام ہشیم بن بشیر ، امام ابن معین ، امام ابو عاصم النّبیل ، امام ابو نُعیم ، امام یعقوب الفسوی رحمھم اللہ کی ان لاجواب گواہیوں سے ثابت ہوا کہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ تدلیس کرتے تھے۔

احمد بن حنبل:
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا۔
قال يحيى بن سعيد ما كتبتُ عن سفيان شيئاً الا ما قال حدثني او حدثنا الا حدثين
امام یحیی بن سعید رحمہ اللہ نے کہا میں نے سفیان سے صرف وہی کچھ لکھا ہے جس میں وہ حدثنی یا حدثنا کہتے ہیں سوائے دو حدیثوں کے۔
العلل و معرفۃ الرجال 1/207 ت 1130 سندہ صحیح
علی بن مدینی:
امام علی بن عبداللہ المدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔
كان سفيان يدلس و ان يحيى القطان كان يوقفه على ما سمع مما لم يسمع
یعنی سفیان ثوری تدلیس کرتے تھے اور امام یحیی القطان ان کی صرف تصریح بالسماع روایتیں ہے بیان کرتے تھے۔
الکفایہ للبغدادی صفحہ: 362 سندہ صحیح
امام علی بن عبداللہ المدینی رحمہ اللہ کے اس بیان سے واضح ہے کہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی معنعن یعنی غیر مصرح بالسماع روایت حجت نہیں اسی لیے امام یحیی القطان ان کی صرف مصرح بالسماع روایت لیتے تھے۔
امام نسائی:
امام ابوعبدالرحمن النسائی رحمہ اللہ" ذکرہ فی المدلسین"
المدلسین للنسائی صفحہ 123 رقم 14 دار العالم الفوائد۔
بریلوی علماء:
عباس رضوی بریلوی لکھتا ہے:
"یعنی سفیان مدلس ہے اور یہ روایت انہوں نے عاصم بن کلیب سے عن کے ساتھ کی ہے اور اصول محدثین کے تحت مدلس کا عنعنہ غیر مقبول ہے جیسا کہ آگے انشاء اللہ بیان ہوگا"
مناظرے ہی مناظرے صفحہ:249

شریف کوٹلوی

محمد شریف کوٹلوی بریلوی نے سفیان ثوری کی ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے کہا:

"اور سفیان کی روایت میں تدلیس کا شبہ ہے"

فقہ الفقیہ صفحہ:134

حاصل کلام:

متقدمین سے لے کر متاخرین سب نے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کو مدلس قرار دیا ہے اور ان کی تدلیس کو بطورِ مثال بھی پیش کیا ہے، متقدمین سے لے کر متاخرین تک امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کو مدلس قرار دیتے ہیں۔

سفیان ثوری کی مجاہیل سے تدلیس

جمہور محدثین کے نزدیک امام سفیان ثوری رحمہ اللہ مجہول راویوں سے تدلیس کرتے ہیں۔

حافظ العلائی:

العلائی رحمہ اللہ نے کہا

من یدلس عن اقوام مجهولین لا یدری من هم کسفیان الثوری"

وہ لوگ جو ایسے مجھول لوگوں سے تدلیس کرتے ہیں جن کا کوئی اتا پتا نہ ہو جیسے سفیان ثوری

جامع التحصیل فی احکام مراسیل صفحہ: 99

حافظ ذہبی:

امام ذھبی رحمہ اللہ نے کہا۔

" وکان یدلس فی روایة و ربما دلس عن الضعفاء "

آپ اپنی روایت میں تدلیس کرتے تھے اور کبھی کبھار ضعفاء سے بھی تدلیس کرتے تھے۔

میزان الاعتدال 2/169

علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں:
سفیان مدلس راویوں میں سے ہیں اور مدلس راوی کے عنعنہ سے حجت نہیں لی جاتی، الا یہ کہ دوسری سند میں اس کا سماع ثابت ہو جائے۔
عمدۃ القاری :112/3
معلوم ہوا علامہ عینی حنفی بھی مدلسین کی طبقاتی تقسیم کے قائل نہیں تھے۔
امام ابو زرعہ:
امام ابوزرعہ العراقی رحمہ اللہ نے کہا " مشہور بالتدلیس "
کتاب المدلسین صفحہ: 52 ت 21
کتاب المدلسین کے محققین نے کہا " انہ کان یدلس عن الضعفاء "
بے شک وہ ضعفاء سے تدلیس کرتے تھے۔
کتاب المدلسین صفحہ: 52
امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کے استادوں میں اکثر ضعیف ، مجہول، متروک الحدیث، کذاب استاذ شامل ہیں، جیسے :
جابر بن یزید الجعفی:
جابر بن یزید الجعفی یہ بات بھی ثابت ہے کہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ جابر الجعفی کو ثقہ مانتے تھے جبکہ جابر الجعفی مشہور کذاب و رافضی ہے۔
ابو ہارون العبدی:
امام ثوری رحمہ اللہ کے استادوں میں ابو ہارون العبدی بھی شامل ہے۔
تہذیب الکمال جلد11 صفحہ:156,161
اور ابو ھارون العبدی بھی مشہور کذاب و رافضی ہے۔
ابراہیم بن یزیز الخوزی:
ابراہیم بن یزیز الخوزی بھی امام ثوری رحمہ اللہ کے استادوں میں شامل ہے ۔
ابراہیم بن یزیز الخوزی کے بارے میں امام احمد ، امام نسائی امام علی بن الجنید رحمہم اللہ نے کہا
" متروک "
اور متروک راوی کذاب سے کم نہیں ہوتا ۔
امام البرقی رحمہ اللہ نے ابراہیم الخوزی کے بارے میں کہا
" کان یتھم بالکذب "

ثویر بن ابی فاختۃ ابو الجہم الکوفی :

ثویر بن ابی فاختۃ ابو الجہم الکوفی بھی سفیان ثوری رحمہ اللہ کے شیوخ میں شامل ہے ، ان کے بارے میں خود امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا

" کان ثویر من ارکان الکذب "

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے کہا:

" قد نسب الی الرفض "

امام یونس بن ابی اسحاق رحمہ اللہ نے کہا :

" کان رافضاً "

امام البزار رحمہ اللہ نے کہا :

" کان یرمی بالرفض "۔

امام دارقطنی ، امام علی بن الجنید رحمھم اللہ نے کہا :

" متروک " مخلصاً من التہذیب 1/516

حکیم بن جبیر الاسدی :

حکیم بن جبیر الاسدی بھی سفیان ثوری رحمہ اللہ کے استاذ ہیں۔

امام یعقوب الجوزجانی رحمہ اللہ نے کہا:

" کذاب "

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے کہا:

" متروک "

مخلصاً من التہذیب 2/181

زید بن جبیر الانصاری ابو جبیرہ:

زید بن جبیر الانصاری ابو جبیرہ یہ بھی سفیان ثوری رحمہ اللہ کے شیوخ میں شامل ہیں، یہ منکر الحدیث ہے جیسا کہ محدثین کی گواہیاں کتب رجال میں موجود ہیں ۔

سیدنا امام بخاری و امام ابو حاتم رحمھم اللہ نے کہا " منکر الحدیث متروک "

مخلصاً من التھذیب 2/539

عبداللہ بن سعید:

عبداللہ بن سعید بن ابی سعید المقبری المدنی یہ بھی سفیان ثوری رحمہ اللہ کے شیوخ میں شامل ہیں۔

امام احمد و امام عمرو بن علی رحمھم اللہ نے ان کے بارے میں کہا:
" منکر الحدیث ، متروک الحدیث "
امام دارقطنی رحمہ اللہ نے کہا:
" متروک ذاھب الحدیث "
مخلصاً من التھذیب 3/496
امام ثوری رحمہ اللہ کے استادوں میں ابن جریج بھی آتے ہیں جو کہ خود قبیح التدلیس ہیں،اسی طرح امام اسماعیل بن ابی خالد و حمید الطویل رحمہ اللہ بھی آتے ہیں اور یہ بھی مدلس ہیں۔
لہذا اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ جابر الجعفی ، ابو ہارون العبدی ، ابراھیم الخوذی کذابین وغیرہ سے تدلیس نہیں کرتے تھے چونکہ امام ثوری رحمہ اللہ کا غیر ثقہ سے تدلیس کرنا ثابت ہے لہذا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے تدلیس نہیں کرتے تھے اور اس بات کا کوئی ثبوت بھی نہیں ہے کیونکہ غیر ثقہ سے ان کا تدلیس کرنا ثابت ہے ۔

کیا مدلس کی روایات حجت ہیں؟

جب راوی کی تدلیس ثابت ہوجائے تو بغیر سماع کی تصریح اس کی روایت حجت نہیں ہوتی امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا مدلس ہونا ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ وہ ضعفاء اور مجہولین سے تدلیس کیا کرتے تھے لہذا اصول حدیث کی رُو سے جب تک ان کی روایت میں کسی طرق سے سماع کی تصریح ثابت نہ ہو وہ روایت ضعیف ہی ٹھرے گی لہذا متاخرین کے چند علماء کا سفیان کی عنعنہ والی روایتوں کو صحیح قرار دینا دلائل کی رُو سے غلط ہے ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا مدلسین کو طبقات میں تقسیم کرنا صحیح نہیں ہے ، اس سے اہل علم نے اختلاف کیا ہے بلکہ بریلوی تقلیدی علماء نے بھی اس بات سے اختلاف کیا ہے جیسا کہ پہلے تفصیل گزر چکی ہے۔

امام ابن حبان :

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے کہا

"واما المدلسون الذین ھم ثقات و عدول فانہ لا نحتج باخبارھم الا ما بینو السماع فی ما روا مثل الثوری و الاعمش وابی اسحاق واضرابھم من الائمۃ المتقنین"

وہ مدلس راوی جو ثقہ عادل ہیں ہم انکی صرف ان ہی مرویات سے حجت پکڑتے ہیں جن میں وہ سماع کی تصریح کریں مثلاً امام سفیان ثوری ، اعمش و ابی اسحاق۔

الاحسان فی التقریب صحیح ابن حبان 1/161

امام ابن حبان رحمہ اللہ کے اس بیان سے ثابت ہوا کہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی معنعن یعنی غیر مصرح بالسماع روایت حجت نہیں، امام ابن حبان رحمہ اللہ نے مزید کہا:

" الثقات المدلسون الذین کانوا یدلسون فی الاخبار مثل قتادۃ و یحیی بن ابی کثیر الاعمش و ابو اسحاق و ابن جریج و ابن اسحاق و "الثوری" و ھشیم فربما دلسوا عن الشیخ بعد سماعھم عنہ عن اقوام ضعفاء لایجوز الاحتجاج باخبارھم ، فما لم یول المدلس و ان کان ثقۃ حدثنی او سمعتُ فلا یجوز الاحتجاج بخبرہ "

"وہ ثقہ مدلس راوی جو اپنی احادیث میں تدلیس کرتے ہیں مثلاً یحیی بن ابی کثیر اعمش ، ابو اسحاق ، ابن جریج ، ابن اسحاق "سفیان ثوری" ، ہشیم(بن بشیر رحمھم اللہ) ، بعض اوقات اپنے اس شیخ سے جس سے سنا تھا وہ روایت بطور تدلیس بیان کر دیتے ہیں جنھیں انہوں نے ضعیف ناقابل حجت لوگوں سے سنا تھا تو جب تک مدلس اگرچہ ثقہ ہی ہو جب تک یہ نہ کہے کہ "اس نے مجھ سے حدیث بیان کی " یا " میں نے سُنا " تو اس کی خبر سے حجت پکڑنا جائز نہیں "

کتاب المجروحین لابن حبان 1/92

امام ابن حبان رحمہ اللہ کے اس بیان سے واضح ہوگیا کہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ جس روایت میں سماع کی تصریح نہ کریں وہ حجت نہیں ہوتی ۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے کہا

" قوم دلسوا عن اقوام مجھولین لا یدری من ھم و من این ھم ، فمنھم سفیان بن سعید الثوری رضی اللہ عنہ "

معرفۃ علوم الحدیث صفحہ: 343 ، 344

امام حاکم رحمہ اللہ کا یہ واضح قول پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے، محدثین کے ان تمام اقوال سے واضح ہوتا ہے کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ تدلیس کرتے ہیں اور ضعفاء اور مجہول رواۃ سے بھی تدلیس کرتے ہیں ۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ کی تدلیس کی بحث تفصیل سے بیان کی جا چکی ہے، چند روایات ملاحظہ کریں جو سفیان ثوری عن کے ساتھ روایت کرتے ہیں، فیصل تقلیدی بریلوی اور اس کے ہمنواؤں سے گزارش ہے کہ ان روایات پر صحیح یا ضعیف کے احکام لگائیں، اگلی بحث میں فیصل تقلیدی بریلوی کے اعتراضات، شکوک وشبہات اور تلبیسات کااحتسابی جائزہ لیا گیا ہے ۔

پہلی سند:

حَدَّثنا وكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ أَقُومُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ؟ فَقَالَ: "تُنْصِتُ كَأَنَّكَ حِمَارٌ"

مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: 7715

دوسری سند:

عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أُصَلِّي خَلْفَ الْإِمَامِ فِي رَمَضَانَ؟ قَالَ: أَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: أَفَتُنْصِتُ كَأَنَّكَ حِمَارٌ؟ صَلِّ فِي بَيْتِكَ.

مصنف عبد الرزاق رقم الحدیث:7742

تیسری سند:

أنبأ أبو نصر عمر بن عبد العزيز بن عمر بن قتادة الأنصاري أنبأ أبو عمرو بن مطر أنبأ أبو خليفة ثنا محمد بن كثير ثنا سفيان عن منصور عن مجاهد عن عبد الله بن عمر قال قال له رجل : أصلي خلف الإمام في رمضان قال يعني بن عمر أليس تقرأ القرآن قال نعم قال أفتنصت كأنك حمار صل في بيتك.

سنن الکبری بیہقی رقم الحدیث: 4608

جاری ۔۔۔ ان شاءاللہ تعالیٰ

ایام تشریق کی مدت کا تعین

ابو الماحی مدثر جمال راز السلفی

الحمدللہ وحدہ و الصلاۃ و السلام علی من لا نبی بعدہ امابعد۔

اس سے گزشتہ مضامین میں ہم کفایت اللہ سنابلی صاحب کے پیش کردہ دلائل کے جوابات تفصیلاً بیان کر چکے ہیں،اور سنابلی صاحب کے چار دن کی قربانی کی روایات کو ضعیف ناقابل حجت ثابت کرچکے ہیں ،اس مضمون میں صحیح سند کے ساتھ ایام تشریق کی مدت کا تعین پیش خدمت ہے ،امام عبدالرزاق بن ہمام الصغانی رحمہ اللہ نے اپنی سند سے روایت کیا:

حدثنا جعفر ابن سليمان الضبي عن يزيد الرشك عن معاذة العدوية أَنَّ عائشةَ أُمَّ المؤمنينَ قالت تمّتِ العمرةُ السَّنةَ كلَّها إلّا أربعةَ أيّامٍ يومَ عرفةَ ويومَ النَّحرِ ويومينِ من أيّامِ التَّشريقِ.

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ عمرہ کرنا سارے سال جائز ہے سوائے چار دنوں کے عرفہ کے دن ، یوم نحر (عید الاضحی) کے دن اور ایام تشریق کے دو دن۔

الاعراب عن الحیرۃ والالتباس لابن حزم 2/736، صحہ ص 735

اس روایت کے سارے راوی ثقہ ہیں اور سند متصل و صحیح ہے جیسا کہ امام ابن حزم رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا۔

اس روایت سے واضح الفاظ میں ثابت ہوتا ہے کہ قربانی کے صرف تین دن ہیں عید الاضحی اور اس کے بعد دو دن ، یہ روایت موقوف ہے لیکن حکماً مرفوع ہے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سیدنا و محبوبنا محمد الرسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال کو دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے مقابلے میں سب سے زیادہ جاننے والی ہیں۔

سند کی تحقیق ہے:

جعفر بن سلیمان الضبعی الحریشی ابو سلیمان البصری الزاھد ، صحیح مسلم کا راوی ہے۔

رجال الامام مسلم لابن منجویہ صفحہ: 123 ت 227

ابن معین:

امام ابن معین رحمہ اللہ نے کہا

" ثقة يتشيع . ليس به باس "

من کلام ابی زکریا یحیی بن معین روایہ ابن طھمان صفحہ: 68 ت 177

احمد بن حنبل:

امام احمد رحمہ اللہ نے کہا

" لا باس به "

الجرح و التعدیل 2/481 سندہ صحیح

عجلی:

امام ابو الحسن العجلی رحمہ اللہ نے کہا

" ثقة وكان يتشيع "

تاریخ الثقات للعجلی صفحہ: 97 ت 212

ابن شاہین:

امام ابو حفص ابن شاھین رحمہ اللہ نے ثقات میں ذکر کیا اور کہا

" ثقة يتشيع . ليس به باس قاله يحيى "

تاریخ اسماء الثقات صفحہ: 87 ت 159

سفیان الفسوی:

امام یعقوب بن سفیان الفسوی رحمہ اللہ نے کہا

" كان ثقة متقناً حسن الاخذ . حسن الاداء "

المعرفتہ و التاریخ للفسوی 1/169

یزید الرشک اور محدثین کے اقوال
امام احمد بن حنبل :
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا
" صالح الحدیث "
امام یحیی بن معین رحمہ اللہ نے کہا
" لیس بہ باس "
امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ نے کہا
" ثقۃ "
امام ابو زرعہ الرازی رحمہ اللہ نے کہا
" ثقۃ " الجرح و التعدیل 9/298 ت 1268
راویہ معاذۃ العدویہ رحمہا اللہ ، اُم الصہباء معاذۃ بنت عبد اللہؒ العدویہ ہیں۔
امام المحدثین سیدنا امام بخاری رحمہ اللہ نے آپ کے بارے میں کہا

"أم الصهباء امرأة من أهل البصرة ثقة"

التاریخ الکبیر 4/300 ترجمۃ الصلت بن مسلم رقم 2906
بلکہ اپنی صحیح میں ان سے روایات لی ، صحیح البخاری حدیث : 321 حدیث: 4789 حدیث 5834 .
امام مسلم:
امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ان سے روایات لی ، صحیح مسلم حدیث: 732 حدیث: 761 حدیث: 762 حدیث: 763 حدیث: 1663 حدیث: 1665 حدیث: 2733 حدیث: 3682 حدیث: 5176 .
یحیی بن معین:
امام یحیی بن معین رحمہ اللہ نے کہا
" ثقۃ حجۃ "
تہذیب الکمال 35/309 و تہذیب التہذیب 7/701

ابن حبان:
امام ابن حبان رحمہ اللہ ذکرھا فی الثقات وقال
" کانت من العابدات "
وہ عبادت گزاروں میں سے تھی ۔
(کتاب الثقات 5/466)
اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ یہ روایت متصل ہے صحیح ہے ، اگر کوئی کہے کہ یہ روایت منقطع ہے لہذا حجت نہیں کیونکہ امام ابن حزم رحمہ اللہ سے امام عبدالرزاق تک سند نامعلوم ہے اور یہ روایت مصنف عبدالرزاق کے مطبوعہ نسخوں میں بھی موجود نہیں ۔
تو عرض ہے کہ یہ روایت امام ابن حزم رحمہ اللہ نے امام عبدالرزاق بن ھمام الصغانی رحمہ اللہ کی کتاب سے نقل کی ہے اور کتاب سے روایت بیان کرنا محدثین کے نزدیک جائز ہے موجودہ نسخوں میں موجود نہ ہونے سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی قلمی نسخے میں موجود نہیں۔
کفایت اللہ سنابلی صاحب نے یزید بن خصیفہ (رحمہ اللہ) راوی کے تعلق سے نام نہاد " الاجماع " والے دیوبندیوں کے بے تکے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھا۔
"عرض ہے کہ مضمون نگار پر کہاں سے یہ وحی آئی کہ مخطوط میں بھی یہ قول موجود نہیں"
مسنون رکعات تراویح صفحہ: 192
ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا کا یہ قول ایک اور سند سے بھی مروی ہے :
امام ابو بکر البیہقی رحمہ اللہ نے کہا
"اخبرنا ابو عبداللہ الحافظ و ابوبکر بن الحسن القاضی قال ثنا ابو العباس محمد بن یعقوب ثنا احمد بن حازم ثنا عبیداللہ بن موسی انباء سفیان عن شعبة عن یزید الرشك عن معاذة العدویة عن عائشة رضی اللہ عنها قالت : حلت العمرةُ فی السَّنة کلِّها إلّا أربعةَ أیّامٍ یومَ عرفةَ ویومَ النَّحرِ ویومانِ بعد ذالك "

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا نے بیان فرمایا کہ عمرہ کرنا سارے سال حلال ہے سوائے چار دنوں کے ، عرفہ کے دن ، یوم نحر (عید الاضحی) کے دن اور اس کے بعد دو دن۔

السنن الکبری 4/346 باب العمرۃ فی اشہر الحج دوسرا نسخہ 4/565 رقم الحدیث: 8741

سند کی تحقیق:

امام ابو عبداللہ الحافظ رحمہ اللہ ، امام حاکم نیشاپوری صاحب مستدرک ہیں اور ثقہ ہیں ۔

محمد بن یعقوب بن یوسف بن معقل ابو العباس الاصم :

امام ذھبی رحمہ اللہ نے کہا

"الامام المفید الثقۃ محدث المشرق "

تذکرۃ الحفاظ 3/860 ت 835

امام السمعانی نے کہا

" احدث الثقات المکثرین "

امام ابو الولید الباجی نے کہا

" ثقۃ مشہور "

(روض الباسم فی التراجم شیوخ الحاکم ص 1280)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا

" حافظ ثقۃ "

سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ 6/189 .

احمد بن حازم بن محمد بن یونس ابن ابی غرزۃ ابو عمرو الغفاری الکوفی

امام ابن حبان رحمہ اللہ ذکرہ فی الثقات وقال

" کان متقناً "

کتاب الثقات 8/44 .

امام ذھبی رحمہ اللہ نے کہا

" الامام الحافظ الصدوق "

سیر اعلام النبلاء 13/239

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی حدیث کو " صحیح الاسناد " کہا ۔
(تذکرۃ الحفاظ ص 595 ت 617) .
صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی نے کہا
" احد الاثبات المجوّدین لہ مسنَد مشہور "
الوافی بالوفیات 6/185 ت 445 .
ان پر جرح کا ادنی کلمہ بھی ثابت نہیں ، واللہ اُعلم .

عبیداللہ بن موسی:

عبیداللہ بن موسی العنبسی الکوفی الحافظ آپ صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن اربعہ وغیرہ کے راویوں میں سے ہیں اور جمہور کے نزدیک ثقہ حافظ ہیں
آپ پر درج ذیل آئمہ نے جرح کی ہے
امام احمد رحمہ اللہ ، یعقوب جوزجانی ، امام عقیلی رحمہ اللہ ذکرہ فی الضعفاء ، ابن الجوزی رحمہ اللہ ذکرہ فی الضعفاء ، اب جمہور محدثین کی توثیق ملاحظہ کریں۔

امام یحیی بن معین:

امام یحیی بن معین رحمہ اللہ نے کہا " ثقۃ "

ابوحاتم الرازی :

امام ابوحاتم الرازی رحمہ اللہ نے کہا " صدوق حسن الحدیث "الجرح و التعدیل 8/25 .

امام ابن حبان :

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ان سے روایتیں بیان کی اور کتاب الثقات میں ذکر کیا 7/152 .

امام العجلی:

امام العجلی رحمہ رحمہ اللہ نے کہا
" صدوق وکان یتشیع "
تاریخ الثقات ص 319 ت 1070 .

امام ابن خزیمہ :

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ان سے روایات بیان لی ہیں۔

امام ابن شاہین :

امام ابن شاہین رحمہ اللہ نے کہا

" ثقة قال يحيى "

تاریخ اسماء الثقات صفحہ: 164 ت 95 .

امام ابن عدی :

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے کہا

" ثقة "

تہذیب التنذیب 4/351 .

امام ذہبی:

امام ذہبی رحمہ اللہ نے کہا " ثقة شيعي متحرق " المغنی فی الضعفاء 1/593 .

تشیع کی شدید جرح کے باوجود امام ذھبی رحمہ اللہ نے کہا

"الامام الحافظ العابد "

سیر اعلام النبلاء 215 9/553 .

امام ابن عبدالہادی:

امام ابن عبدالہادی رحمہ اللہ نے کہا

" الحافظ الثبت "

طبقات علماءالحدیث 1/511 ت 323 .

حافظ ابن حجر:

حافظ ابن حجر سقلانی رحمہ اللہ نے کہا " ثقة كان يتشيع " تقریب التمذیب 1/540 .

سفیان بن سعید الثوری

بالاتفاق ثقہ آئمہ اہلسنت میں سے ہیں ۔

شعبہ بن حجاج ، بالاتفاق ثقہ آئمہ اہلسنت میں سے ہیں ، یزید الرشک رحمہ اللہ اور معاذۃ العدویۃ رحمہا اللہ پر پر تبصرہ گزر چکا ہے۔

حاصل کلام:

اس صحیح سند والے قول سے ثابت ہوا کہ قربانی کے دن کے بعد تشریق کے دن صرف دو ہیں یعنی قربانی صرف تین دن ہے ۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور شیعہ کے اعترافات

حیدر علی السلفی

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على عبده ورسوله نبينا محمد وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

شیعہ رافضی گروہ مسلمانوں کو آپس میں دست و گریباں کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا،اور مسلمانوں میں باہمی اختلافات کو مزید پھیلانے کرنے کے لیے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر الزامات عوام الناس میں مشہور کرتے رہتے ہیں، جن صحابہ پر شیعہ رافضی الزامات لگاتے ہیں ان میں سر فہرست ، کاتب وحی، فاتح شام ،خال المؤمنین، امیر المومنین ، خلیفہ راشد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ اموی بھی شامل ہیں،اس مختصر بحث میں، سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل بیت اطہار کی آپ میں باہمی محبت اور قرابت کو شیعہ کتب سے واضح کیا گیا ہے تاکہ سادہ لوح شیعہ قوم میں صحابہ کی عظمت کا شعور بیدار ہو سکے۔

شیعہ مذہب کے محدث اور امام ملا باقر مجلسی ، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی سیدنا امام معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی تفصیل بتاتے ہوئے لکھتا ہے:

ومن كلامه ع ما كتبه في كتاب الصلح الذي استقر بينه وبين معاوية حيث رأى حقن الدماء وإطفاء الفتنة وهو : بسم الله الرحمن الرحيم هذا ما صالح عليه الحسن بن علي بن أبي طالب معاوية بن أبي سفيان : صالحه على أن يسلم إليه ولاية أمر المسلمين على أن يعمل فيهم بكتاب الله وسنة رسوله صلى الله عليه وآله وسيرة الخلفاء الصالحين وليس لمعاوية بن أبي سفيان أن يعهد إلى أحد من بعده عهدا بل يكون الأمر من بعده شورى بين المسلمين وعلى أن الناس آمنون حيث كانوا من أرض الله في شامهم وعراقهم وحجازهم ويمنهم وعلى أن أصحاب علي وشيعته آمنون على أنفسهم وأموالهم ونسائهم وأولادهم.

وعلى معاوية بن أبي سفيان بذلك عهد الله وميثاقه وما أخذ الله على أحد من خلقه بالوفاء وبما أعطى الله من نفسه وعلى أن لا يبغي للحسن بن علي ولا لأخيه الحسين ولا لأحد من أهل بيت رسول الله صلى الله عليه وآله غائلة سرا ولا جهرا ولا يخيف أحدا منهم في أفق من الآفاق شهد عليه بذلك ، وكفى بالله شهيدا ، فلان وفلان والسلام . ولما تم الصلح وانبرم الأمر التمس معاوية من الحسن ع أن يتكلم بمجمع من الناس ويعلمهم أنه قد بايع معاوية وسلم الأمر إليه فأجابه إلى ذلك فخطب وقد حشد الناس ، خطبة حمد الله تعالى وصلى على نبيه صلى الله عليه وآله فيها وهي من كلامه المنقول عنه وقال أيها الناس ان أكيس الكيس التقى وأحمق الحمق الفجور وأنكم لو طلبتم ما بين جابلق وجابرس رجلا جده رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما وجدتموه غيري وغير أخي الحسين وقد علمتم إن الله هداكم بجدي محمد فأنقذكم به من الضلالة ورفعكم به من الجهالة وأعزكم به بعد الذلة وكثركم به بعد القلة أن معاوية نازعني حقا هو لي دونه فنظرت لصلاح الأمة وقطع الفتنة وقد كنتم بايعتموني على أن تسالمون من سالمت وتحاربون من حاربت فرأيت أن أسالم معاوية واضع الحرب بيني وبينه وقد بايعته ورأيت حقن الدماء خير من سفكها ولم أرد بذلك إلا صلاحكم وبقاءكم وان أدري لعله فتنة لكم ومتاع إلى حين وعنه عليه السلام انه قال لا أدب لمن لا عقل له ولا مروة لمن لا همة له ولا حياء لمن لا دين له ورأس العقل معاشرة الناس بالجميل وبالعقل تدرك الداران جميعا ومن حرم من العقل حرمهما جميعا.

جب سیدنا حسن اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما میں صلح ہوگئی ،تو ایک مجلس منعقد کی گئی جس میں پہلے سیدنا امیر معاویہؓ اور پھر سیدنا حسنؓ نے خطاب فرمایا:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو دعوت خطاب دیتے ہوئے کہا :

تشریف لائیں ، اور لوگوں کو بتائیں کہ ہم نے امیرالمومنین معاویہ سے صلح اور بیعت کرلی ہے، سیدنا حسنؓ آئے اور حمد و ثنا کے بعد مختصراً جنگ و صلح کا پس منظر بتایا اور واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ :

ہم نے ان حالات و واقعات کا بغور جائزہ لے کر یہ فیصلہ کیا ہے ،اور میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں نے جنگ بندی کا فیصلہ کرتے ہوئے ،سیدنا امیر معاویہ سے صلح اور بیعت کرلی ہے ، اس صلح و بیعت سے اہل اسلام کے درمیان خون ریزی کا خاتمہ ہوگا ، اور اہل اسلام کیلئے اس فیصلہ میں سراسر خیر و صلاح مضمر ہے۔

بحار الانوار جلد 44 صفحہ: 312

ملا باقر مجلسی میں مزید لکھتا ہے :

عن عدي بن ثابت عن سفيان قال: أتيت الحسن بن علي حين بايع معاوية فوجدته بفناء داره وعنده رهط فقلت: السلام عليك يا مذل المؤمنين قال: وعليك السلام يا سفيان انزل فنزلت فعقلت راحلتي ثم أتيته فجلست إليه فقال: كيف قلت يا سفيان ؟ قال: قلت: السلام عليك يا مذل المؤمنين فقال: ما جر هذا منك إلينا.

سفیان کہتا ہے کہ، جب حسن نے (امیر المومنین) معاویہ کی بیعت کرلی ، تو میں حسن کے پاس آیا ، وہ اپنے گھر کے صحن میں چند لوگوں کے ساتھ بیٹھے تھے میں نے جاتے ہی کہا :

اے مومنوں کو ذلیل کرنے والے تجھ پر سلام ہو ،انہوں نے مجھے وعلیکم السلام کہا ، اور کہنے لگے آؤ سواری سے اترو ،میں سواری سے اترا ، اور ان کے پاس بیٹھ گیا۔

بحار الانوار جلد:44 صفحہ:65 باب: 19

اس سے واضح ہوتا ہے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں تھا، البتہ اس شیعی اعتراف سے واضح ہوتا ہے کہ یہ شیعہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بے ادب اور گستاخ تھے۔

طوسی لکھتا ہے؛

حدثنا محمد بن عبد الحميد العطار الكوفي، عن يونس بن يعقوب، عن فضيل غلام محمد بن راشد، قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام: يقول: إن معاوية كتب إلى الحسن بن علي (صلوات الله عليهما) ان أقدم أنت والحسين وأصحاب علي، فخرج معهم قيس بن سعد بن عبادة الأنصاري وقدموا الشام، فأذن لهم معاوية وأعد لهم الخطباء، فقال يا حسن قم فبايع فقام فبايع، ثم قال للحسين عليه السلام قم فبايع فقام فبايع، ثم قال قم يا قيس فبايع فالتفت إلى الحسين عليه السلام ينظر ما يأمره، فقال يا قيس انه امامي يعني الحسن عليه السلام.

معاویہ نے حسن بن علی کو لکھا کہ آپ، حسین اور علی کے دوسرے ساتھی میرے پاس آئیں، ان کے ساتھ قیس بن سعد بن عباد انصاری بھی چل پڑا۔ یہ لوگ شام پہنچے، معاویہ نے انہیں آنے کی اجازت دی۔ اور ان کے لئے خطباء کو تیار کیا۔ کہنے لگا اے حسن! اٹھ اور بیعت کر، آپ اٹھے اور بیعت کرلی، پھر حسین سے کہا: اٹھ اور بیعت کر، پھر کہا: اے قیس! اٹھ اور بیعت کر، میں نے حسین کی طرف دیکھا کہ دیکھوں، وہ کیا حکم دیتے ہیں، تو انہوں نے کہا: اے قیس! یہ میرے امام ہیں، یعنی حسن علیہ السلام.

معرفتہ الرجال معروف رجال الکشی صفحہ:104

معلوم ہوا جس کی بیعت سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہم کریں اس کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

مقام معاویہ سیدنا علی کی نظر میں

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نظر میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا کیا مقام ہے جنگ صفین کے بعد کچھ لوگوں نے اہلِ شام اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا شروع کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک گشتی مراسلہ اپنے زیر حکومت علاقہ کے لوگوں کو بھیجا۔ اس مراسلہ کو نہج البلاغہ کے شیعہ مصنف نے اس طرح بیان کیا ہے:

ہمارے معاملے کی ابتداء یوں ہوئی کہ ہمارا اور اہل شام (معاویہ)،کا مقابلہ ہوا اور یہ بات تو ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا رب ایک، ہمارا اور، ان کا نبی ایک، ہماری اور ان کی دعوت اسلام ہے ایک، اللہ پر ایمان رکھنے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے میں نہ ہم ان، سے زیادہ نہ وہ ہم سے زیادہ، پس معاملہ دونوں کا برابر ہے ،صرف خونِ عثمان کے بارے میں ہم اور ان میں اختلاف ہوا، اور ہم اس سے بری ہیں ۔،معاویہ میرے بھائی ہیں

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین کے موقع پر پوچھا گیا ، جو لوگ آپ کے مقابلے میں آئے کیا وہ مشرک ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ مشرک نہیں ہیں، پوچھنے والے نے کہا: کیا وہ منافق ہیں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:وہ منافق بھی نہیں ہیں۔

پوچھنے والے نے کہا: پھر آپ کی نگاہوں میں ان کی حیثیت کیا ہے؟

جواب میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:’’ہم اخواننا بغواعلینا‘‘

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی نظر میں

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے وفات سے پہلے حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ بیٹا معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت سے نفرت نہ کرنا کیونکہ اگر تم نے ان کو ضائع کر دیا تو آپس میں کشت و خون دیکھو گے۔

نہج البلاغہ صفحہ:158،شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد: 3صفحہ: 836،معانی الاخبار صفحہ:344،طبع دارالمعرفہ ، معانی الاخبار اردو مترجم جلد:2صفحہ: 393،394،طبع کراچی، الاحتجاج للطبرسی جلد:1صفحہ:239،مطبوعہ انتشارات الشریف الرضی، شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید جلد:1صفحہ:238

طبرسی شیعہ، شیعوں کی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے دشمنی بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

جب سبائی شیعوں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے خلافت ان کے سپرد کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کیا۔ آپ نیزہ کے زخم کی تکلیف سے کراہ رہے تھے اور فرما رہے تھے: اللہ کی قسم میں معاویہ کو اپنے لیے ان لوگوں سے بہتر سمجھتا ہوں جو اپنے آپ کو میرا پیروکار کہتے ہیں انہوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا، میرا خیمہ لوٹا، میرے مال پر قبضہ کیا۔

احتجاج طبرسی، صفحہ:148

ثابت ہوا کے سیدنا حسن ابن علی رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ناصرف خوش تھے بلکہ ان پر اعتماد بھی کرتے تھے، اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کے شیعوں نے خود سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔

اس واقعہ کو اہل السنہ کی سیرت کی کتب میں بھی بیان کیا گیا ہے مثلاً حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے مشورہ کے بعد فیصلہ کیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرلینا ہی بہتر ہے چنانچہ آپ نے ربیع الاول 41 ہجری کو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے خلافت ان کے سپرد کر دی اور یہ صلح ڈر کر یا دب کر نہیں کی بلکہ آپ چاہتے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑ سکتے تھے۔ آپ کے پاس چالیس ہزار فوج مرنے کو تیار تھی مگر آپ نے مسلمانوں کو خونریزی سے بچانے کے لیے اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت کا صحیح اہل سمجھ کر صلح کی تھی۔

الاستیعاب لابن عبد البر جلد: 3صفحہ: 298

جیسا کہ خود شیعہ نے بھی اعتراف کیا ہے کہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے بھی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تو سبائیوں نے جو صلح کے مخالف تھے حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کوآمادہ کرنا چاہا کہ وہ بیعت ختم کر کے مقابلہ کریں لیکن آپ نے صاف انکار کر دیا۔

فرمایا ہم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی ، عہد کر لیا ہے، اب ہمارا بیعت توڑنا ممکن نہیں۔
اخبار الطوال صفحہ: 234، رجال کشی صفحہ: 102
جیسا کہ پہلے بھی بیان گزر چکا ہے، شیعہ کتب سے ثابت ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امیر معاویہ میرے بھائی ہیں :
امام جعفر صادق اپنے والد امام باقر سے روایت کرتے ہیں، کہ سیدنا علی اپنے مد مقابل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں میں سے کسی کو مشرک یا منافق کی نسبت یاد نہیں کرتے تھے ۔لیکن یوں کہتے تھے وہ ہمارے بھائی تھے ان سے زیادتی ہوگئی۔
(قرب الاسناد صفحہ : 94)
حاصل کلام:
اس مختصر بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ رافضی جو الزامات سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لگاتے ہیں وہ سب بے بنیاد ہیں، اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل بیت اطہار کے آپس میں بہتر تعلقات بھی تھے۔ والحمدللہ

جزء ترک رفع الیدین کا تحقیقی جائزہ

(قسط اول)

مولوی عبدالغفار دیوبندی کا تعاقب

ابو الماحی مدثر جمال راز السلفی

مقدمہ تحقیق

اللہ تعالی کا شکر و احسان ہے کہ اللہ تعالی نے ہمیں دین اسلام کی عظیم دولت سے مالا مال کیا، اور سیدنا و محبوبنا محمد الرسول اللہ ﷺ کی مبارک امت میں سے ہونے کا شرف عطاء فرمایا،امت مسلمہ میں بعض مسائل ایسے ہیں جن میں لمبے عرصہ سے اختلاف چلا آرہا ہے اور دلائل صحیحہ کی بنیاد پر اختلاف کیا جاسکتا ہے، لیکن اس اختلاف کو لے کر امت میں انتشار پھیلانا اور عوام کو ایک دوسرے سے متنفر کرنا بہت مزموم حرکت ہے، یاد رہے امت کا اختلاف رحمت نہیں زحمت ہے، اگر کسی بھی مسئلہ میں اختلاف ہوجائے تو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع ہی اس اختلاف کو ختم کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔

لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ، فرنگی دور میں، انگریزوں کی خصوصی کاوش کے ذریعہ دیوبندی، تقلیدی نام کا ایک مبتدعہ گمراہ فرقہ وجود میں آیا یہ فرقہ آج ایک دیوبندی مذہب کی صورت اختیار کر چکا ہے، یہ بظاہر اسلامی لباس اوڑھے ہوئے ہے، اور اس فرقہ ضالہ کے جہلاء مقلدین نے فروعی مسائل کو اس طرح اچھالا کہ کتاب و سنت کے شیدائیوں پر کفر کے فتوے داغ دیئے، ان فروعی مسائل کو آل دیوبند نے اس انداز سے پیش کرنا شروع کردیا جیسے یہ کفر و اسلام کا دارومدار ہو، ایک مثال پیش خدمت ہے۔

عاشق الہی میرٹھی دیوبندی تقلیدی ہماری بات کی تصدیق کرتے ہوئےلکھتا ہے:

"اصل بات یہ تھی کہ بعض حنفیوں نے اہل حدیث یعنی غیر مقلدین زمانہ کو رفع یدین پر کافر کہنا شروع کردیا تھا اور یہ سخت ترین غلطی تھی بڑی گمراہی تھی"

تذکرۃ الخلیل ،حاشیہ صفحہ: 132 تا 133)

اس حوالہ سے قارئین کرام اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آل تقلید کس حد تک گر چکی تھی ، بلکہ آج بھی حال ایسا ہی ہے ،جس پر آل دیوبند وغیرہ کی تحریریں اور کتابیں گواہ ہیں، اہل الحدیث اہل سنہ کے خلاف آل دیوبند کی تحریریں اور کتابیں اس بات پر گواہ ہیں کہ سیدنا و محبوبنا محمد الرسول اللہ ﷺ کا اکثر عمل محفوظ ہی نہیں ، نماز چونکہ دین اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے اس لیے یہ بدبخت لوگ نماز کو ہی مشکوک بنانے کی ہر ممکن کوشش میں لگے رہتے ہیں تا کہ عوام اسی شک میں پڑی رہے کہ امت مسلمہ کو سیدنا و محبوبنا محمد الرسول اللہ ﷺ کی نماز ہی صحیح طریقے سے نہیں پہنچی ، سیدنا نبی اکرم ﷺ کا مبارک طریقہ نماز ہی محفوظ نہ رہ سکا۔ (نعوذ باللہ)

ایک لمبی مثال پیش خدمت ہے :

دیوبندی مذہب کے امین اوکاڑوی دیوبندی کذاب، اہل الحدیث کے خلاف بطور طنز لکھتا ہے:

"تکبیر تحریمہ منفرد اور مقتدی ہمیشہ آہستہ آواز سے کہتے ہیں یہ کس حدیث میں ہے ، تکبیر تحریمہ امام بلند آواز سے کہتا ہے اس کی حدیث بتائیں ، اکیلے نمازی کا ثناء آہستہ پڑھنا جیسا کہ غیر مقلدین کا عمل ہے کس حدیث میں ہے ، اکیلے نمازی کا بسم اللہ شریف آہستہ پڑھنا کس حدیث سے ثابت ہے ، غیر مقلدین جب اکیلے نماز پڑھتے ہیں تو آمین ہمیشہ آہستہ کہتے ہیں وہ ایک صحیح صریح حدیث پیش کریں کہ اکیلے نمازی کے لیے آہستہ آمین کہنا سنت ہے ، ان کا امام گیارہ رکعات میں ہمیشہ آہستہ آواز میں آمین کہتا ہے اس کی حدیث لائیں ، ان کا امام صرف چھ رکعات میں ہمیشہ بلند آواز سے آمین کہتا ہے یہ صراحت کسی حدیث میں نہیں "

تجلیات صفدر 5/455 ، 457 ، 458 ، 468-470 .

قارئین کرام امین اوکاڑوی دیوبندی کذاب کی یہ بکواس صرف نماز کو مشکوک بنا دینا ہے مطلب یہ کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ کی نماز محفوظ نہ رہ سکی اور امت تک سلامتی سے نہیں پہنچی ۔ امین اوکاڑوی دیوبندی کذاب تو آج اس دنیا میں نہیں ہے لیکن اس کے چیلوں سے ہمارا مطالبہ ہے۔

جو ہمیشہ جھوٹ بول کر اہل الحدیث پر تہمت لگاتے ہیں کہ اجماع امت کو نہیں مانتے وہ امین اوکاڑوی دیوبندی کذاب پر فتوی لگائیں کہ وہ اجماع امت کا منکر تھا یا نہیں؟

1-تکبیر تحریمہ منفرد اور مقتدی ہمیشہ آہستہ آواز سے اور امام بلند آواز سے کہے کیا اس پر اجماع نہیں ؟

2-کیا اس اجماعی مسئلہ کو امین اوکاڑوی دیوبندی کذاب نے اچھال کر مشکوک بنانے اور عوام کو گمراہی میں نہیں دھکیلنے کی کوشش نہیں کی ؟

3-نمازی ثناء آہستہ پڑھے کیا اس پر اجماع نہیں ؟

4-نمازی کا بسم اللہ شریف آہستہ پڑھنا کیا اس پر اجماع نہیں ؟

4-اکیلا نمازی آہستہ آمین کہے ، کیا اس پر اجماع نہیں ؟

5-کیا سری نمازوں میں آہستہ آمین کہنے پر اجماع نہیں ؟

اگر ان پر اجماع ہے اور یقیناً ہے تو پھر امین اوکاڑوی دیوبندی کذاب نے ان مسائل کو مشکوک بنانے کی کوشش کرکے عوام کو گمراہی میں دھکیلنے کی کوشش اور اجماع امت کی مخالفت نہیں کی؟

بلا شبہ کی ہے، کذاب امین اوکاڑوی تقلیدی دیوبندی اہل الحدیث کے خلاف حسد کی آگ اگلتے اگلتے اسی حسد کی آگ میں خود بھی جل گیا، اور اپنے ہی فتویٰ کی زد میں آگیا اور لکھتا ہے:

"اجماع امت کا مخالف بنص کتاب و سنت دوزخی ہے"

تجلیات صفدر 1/287

یہ سب مسائل اس لیے اچھالے گئے ہیں، جب نماز ہی مشکوک ہوجائے گی تو سارا دین ہی مشکوک ہوجائے گا اور آل دیوبند یہی چاہتے ہیں اس پر ان کی کتابوں میں لکھی بکواس گواہ ہے چونکہ اس فرقہ ضالہ کی بنیاد انگریزوں کی مدد سے پڑی اس لیے یہ اپنی انگریز وفاداری تو نبھانے کی پوری کوشش کریں گے۔

نماز کے اندر رکوع سے پہلے اور بعد رفع الیدین کیا جائے یا نہیں، یہ بھی ان اختلافی مسائل میں سے ایک ہے، اہل الحدیث یعنی اہل سنہ کے نزدیک نماز میں رفع الیدین کیا جائے کیونکہ سیدنا و محبوبنا رسول اللہ ﷺ سے اس کا ترک یا نسخ ثابت نہیں۔

جبکہ اس کے برعکس حنفی و بعض مالکی نماز میں رفع الیدین کرنے کے سخت مخالف ہیں بلکہ غالی حنفی مقلدین نماز میں رفع الیدین کرنا ایک مذموم حرکت سمجھتے ہیں بلکہ اس فرقہ حنفیہ کی شاخوں یعنی نومولود فرقہ دیوبندیہ و بریلویہ وغیرہ نے اس مسئلہ میں بہت زیادہ شدت اختیار کی اور مردود روایات کو پیش کرکے عوام کو گمراہی میں دھکیلنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔ ان اہل باطل نے یہی راہ اپنائی خود ساختہ اصول تراشے اور اہل سنہ اہل الحدیث کے خلاف مردود روایات پیش کرکے عوام میں اہل سنہ اہل الحدیث کے خلاف زہر اگلنا شروع کردیا۔

مشہور محدث شیخ الاسلام ابو طاہر زبیر بن مجدد علی زئی الحافظ رحمہ اللہ نے کئی سال پہلے اس مسئلہ پر ایک بہت ہی جامع و مدلل کتاب " نور العینین " تحریر کی تھی جس میں ان لوگوں (مالکیہ و غالی مرجئہ احناف) کے دلائل کا رد دلائل صحیحہ سے کیا تھا اور ثابت کیا تھا کہ نماز میں رفع الیدین کرنا طریقہ نبوی ﷺ ہے اس کا ترک یا نسخ کسی بھی صحیح صریح دلیل سے ثابت نہیں، آل دیوبندیت و بریلویت اس کتاب کا جواب متن بناکر دینے سے تو عاجز رہی بس جھوٹ و خیانت و تلبیسات اور دوغلی پالیسی و بددیانتی سے کام لے کر کچھ خائن بددیانت و جھوٹے لوگوں نے اس کا جواب لکھا جن میں ایک خائن کا نام عبدالغفار دیوبندی ہے جس نے اپنے دیوبندی اکابرین خصوصاً امین صفدر اوکاڑوی کذاب کے نقشہ قدم پر چل کر اپنی اس رسوائے زمانہ کتاب (جزء ترک رفع الیدین) میں جھوٹ و خیانتوں سے ایک نیا ریکارڈ قائم کیا ہے۔

اللہ تعالی کے فضل و کرم سے اب عبدالغفار دیوبندی عرف مصنوعی ذہبی کی رسوائے زمانہ کتاب " جزء ترک رفع الیدین کا قسط وار جواب پیش خدمت ہے، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ مجھے اس نیک کام میں آسانی عطاء فرمائے تا کہ جلد یہ جواب مکمل ہواور سنتِ رسول اللہ ﷺ کی خدمت گزرای ہو اور باطل کا پردہ فاش ہو۔

اللہ تعالی میری اور جن اہل الحدیث اہل سنہ علماء کی کتب سے یا علماء سے میں نے بوقت ضرورت استدلال کیا ہے سب کی محنت کو قبول فرمائے آمین اللھم آمین۔

ضروری تنبیہ

ہمارے جوابی مضامین میں جہاں سخت قسم کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ سب غالی مقلد عبدالغفار دیوبندی اور دیگر دیوبندیوں کے ہی ہیں جنہیں ہم نے نقل کر کے ان ہی جھوٹوں پر یعنی آل دیوبند پر فٹ کیا ہے کیونکہ جتنے بھی الزام و جھوٹ غالی مقلد عبدالغفار دیوبندی نے اہل الحدیث پر لگائے ہیں اور باندھے ہیں وہ سب آل دیوبند کی ہی صفت خاص ہے اور یہی جھوٹے ان سب کے حق دار ہیں، آل دیوبند کی یہ عادت ہے کہ اپنی صفتِ بد کا طعنہ یہ لوگ اہل الحدیث اہل سنہکو دیتے ہیں اسی لیے ہم نے اس جوابی مضمون میں غالی مقلد عبدالغفار دیوبندی کے ناشائستہ الفاظ (جو اس نے اہل الحدیث کے خلاف بکے ہیں) کو اُسی پر اور باقی آل دیوبند پر فٹ کئے ہیں کیونکہ یہی لوگ ان الفاظ کے اصل حق دار ہیں۔

یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ الزامی جواب دینا اللہ تعالی اور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے، اور الزامی جواب میں اس شخص یا کتاب کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے جسے فریق مخالف تسلیم کرتا ہو کیونکہ غیر تسلیم شدہ اشخاص یا کتاب کا الزامی جواب مردود ہوتا ہے۔

آل دیوبند کی ترجمانی انہیں کی زبانی

اب ذرا دیوبندی فرقہ ضالہ کے بانی و اکابرین کا تعارف دیوبندی اکابرین و کتب سے ملاحظہ فرمایئے:

ہندوستان پر انگریز قبضہ کے دور 1867 میں انگریزوں کی مدد سے پیدا ہونے والا دیوبندی نامی فرقہ وہ بدنصیب گمراہ کن فرقہ ضالہ ہے جس کا بانی قاسم نانوتوی ہے، قاسم نانوتوی دیوبندی نے اپنا ایک لمبا واقعہ بیان کر کے اعتراف کیا اور کہا:

"میں سخت نادم ہوا اور مجھ سے بجز اس کے کچھ بن نہ پڑا کہ میں جھوٹ بولوں اور صریح جھوٹ میں نے اسی روز بولا تھا"

ارواح ثلاثہ حکایت نمبر :391

یہ تو اللہ تعالی ہی بہتر جانتا ہے کہ قاسم نانوتوی دیوبندی نے یہ صریح جھوٹ اسی روز بولا تھا یا اس سے پہلے بھی بہت سے جھوٹ بول رکھے تھے البتہ انہوں نے خود تسلیم کر لیا کے وہ جھوٹ بولتے تھے ، نانوتوی دیوبندی نے اپنے بارے میں مزید وضاحت کراتے ہوئے کہا:

"میں بے حیا ہوں اس لیے وعظ کہہ لیتا ہوں"

قصص الاکابر لقصص الاصاغر صفحہ :156

اس گمراہ بدترین دیوبندی فرقہ ضالہ کے دوسرے رکن رشید احمد گنگوہی نے علی الاعلان لکھا:

" جھوٹا ہوں کچھ نہیں ہوں "

مکاتیب رشیدیہ صفحہ: 10، فضائل صدقات حصہ دوم صفحہ: 556

تیسرے دیوبندی المذہب بزرگ یعقوب نانوتوی نے اپنے متعلق اعتراف کرتے ہوئے کہا:

"میں بھی خبیث ہوں"

ملفوظات حکیم الامت: 6/247 دوسرا نسخہ صفحہ: 300 ملفوظ نمبر: 348

اس گمراہ بدترین دیوبندی فرقہ ضالہ کے نام نہاد حکیم الامت اشرف علی تھانوی دیوبندی نے اعتراف کرتے ہوئے لکھا:

"اور میں بھی بےوقوف ہی سا ہوں مثل ھد ھد کے"

الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ جلد:1 صفحہ: 226 ملفوظ: 4000

اور بغیر کسی وضاحت کے مزید کہا:

"اور اگر مجھ پر اطمنان ہو تو میں مطلع کرتا ہوں کہ میں جولاھا نہیں ہوں، رہا جاہل ہونا تو البتہ اس کا میں اقرار کرتا ہوں کہ میں جاہل بلکہ اجہل ہوں"

اشرف السوانح جلد: 1 صفحہ: 120

نوٹ:

یہ اعتراف حقیقت ہے اس کو عاجزی اور انکساری کا نام نہیں دیا جا سکتا۔

زکریا دیوبندی نے لکھا:
" یہ اللہ کا محض لطف و کرم ہے کہ ان ساری برکات میں اس ناپاک کی گندگی حائل نہ ہوئی"
فضائل اعمال ، فضائل درود صفحہ: 4

ان بقلم خود جھوٹے ، بےحیاؤں ، جاہلوں ، خبیث ، اور ناپاکوں کے نقشہ قدم پر چلتے ہوئے آج بھی دیوبندی فرقہ ضالہ ، اپنی بیان کردہ تعریف کے مطابق جھوٹ، خیانت ، اور تہمت بازی سے اہل الحدیث اہل سنہ کو بدنام کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں اور ان ہی بقلم خود جھوٹے ، بےحیاؤں ، جاہلوں ، خبیث ، ناپاکوں کے نقشے قدم پر چلتے ہوئے غالی مقلد عبدالغفار دیوبندی نے جھوٹ ، خیانت ، تہمت بازی اور دوغلی پالیسی کو اپناکر اہل الحدیث اہل سنہ کے خلاف اپنی اس رسوائے زمانہ کتاب میں اپنے حسد کی آگ اُگلی۔

اللہ تعالی فرقہ ضالہ آل دیوبند و بریلویہ وغیرہ کے شر و فتنہ سے امت مسلمہ کو محفوظ رکھے آمین اللھم آمین۔

غالی مقلد عبدالغفار دیوبندی کی اس کتاب "جزء ترک رفع الیدین" کی تقریظ میں منیر احمد منور دیوبندی نے رفع الیدین کے تعلق سے اہل الحدیث کے بارے میں لکھا:
"جس کے متعلق غیر مقلدین نے چار سو احادیث تک دعویٰ کیا ہوا ہے، ظاہری تعداد کو سادہ لوح عوام کے سامنے پیش کرکے متاثر کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور سر پر قرآن رکھ کر قسمیں اٹھا کر دعویٰ کرتے ہیں کہ ترک رفع الیدین کی ایک بھی حدیث صحیح نہیں"
جزء ترک رفع الیدین صفحہ: 9

جواب:
دلائل کی تعداد کتنی ہے یہ بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی بلکہ دلائل کا صحیح و ثابت ہونا اہمیت رکھتا ہے ہم اہل سنہ اہل الحدیث کسی کو روایات رفع الیدین کی تعداد بتا کر یا دکھا کر رفع الیدین کرنے کو نہیں کہتے بلکہ صحیح روایات پیش کرکے ان پر سلف صالحین کے اقوال و افعال کی روشنی میں عمل کرنے کو کہتے ہیں اور سیدنا رسول اللہ ﷺ کے مبارک طریقے کے مطابق نماز پڑھنے کی اہمیت بتاتے ہیں نہ کہ آل دیوبند کی طرح جھوٹ۔

رہا منیر احمد منور دیوبندی کا یہ کہنا کہ " سر پر قرآن رکھ کر قسمیں اٹھا کر دعوی کرتے ہیں " تو ہم ایسے آدمی کو قطعاً درست نہیں سمجھتے۔
منیر احمد منور دیوبندی نے مزید لکھا :
"مختلف کتب احادیث سے آٹھ سو چودہ احادیث کا مجموعہ جزء ترک رفع الیدین کے نام سے پیش کیا امید ہے کہ کثرت دلائل سے متاثرین کی تسلی تشفی کے لیے یہ کتاب عظیم تحفہ ثابت ہوگی لیکن انصاف شرط ہے"
جواباً عرض ہے اگر ترک رفع الیدین کی ایک بھی روایت صحیح ہوتی تو ہمارے لیے حجت ہوتی اور ہم اس پر عمل کرتے ، لیکن آل دیوبند و بریلویہ کے پاس ترک رفع الیدین کی صرف موضوع و مردود روایات ہی موجود ہیں ان کے علاوہ جو روایات صحیح ہیں وہ صریح نہیں یعنی ان میں رفع الیدین فی الصلاۃ کے نہ کرنے کا ذکر ہے ہی نہیں نہ وہ روایات نسخ پر دلالت کرتی ہیں اورنہ ترک پر،منور دیوبندی نے ڈھکوسلہ بھی قہقہ لگانے والا مارا ہے کہ " آٹھ سوچودہ احادیث کا مجموعہ جزء ترک رفع الیدین" یہ ہے ان کا کھوکھلا دعوی آٹھ سو چودہ روایات کا ، جبکہ اگر ترک کی سب مردود روایات کو جوڑا جائے تو تعداد سو بھی نہیں بنتی ، عبدالغفار دیوبندی نے اپنے اکابرین کی طرح ایک روایت کو مختلف کتب سے نقل کرکے بار بار الگ الگ نمبر لگایا ہے اور ان روایات کو اپنے دلائل میں ذکر کیا ہے جن میں رکوع والے رفع الیدین کے نہ کرنے کا ذکر ہی نہیں یعنی موضوع سے غیر متعلقہ روایات کو مختلف کتب سے نقل کر کے الگ الگ نمبر لگایا ہے ۔
آپ آگے ان شاء اللہ پیش کردہ روایت کے جواب میں ان کی حقیقت ملاحظہ کریں گے۔
اگر دیوبندیوں کی تقریریں اور تحریریں دیکھی جائیں، تو پتا چلتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹی قسمیں کھا کھا کر رفع الیدین کو غیرثابت و منسوخ بارآور ثابت کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں ، لیکن قیامت کی صبح تک یہ دشمنان حق لوگ اس میں منہ کی ہی کھاتے رہیں گے، ان شاء اللہ

اس کتاب کے صفحہ 10 پر تقریظ میں انور اکاڑوی دیوبندی نے لکھا:
"اسلاف بیزاری ہر فتنہ دینیہ کی جڑ ہے بعض کو عقائد میں اسلاف پر اعتماد نہیں بعض کو اعمال پر اعتماد نہیں"
جواباً عرض ہے پھر دیوبندی لوگ اپنی اور اپنے گزرے ہوئے دیوبندیوں کی فکر کریں کیونکہ تم ہی وہ لوگ ہو جن کو نہ عقائد میں اسلاف پر اعتماد ہے اور نہ اعمال میں اسلاف پر اعتماد ہے بلکہ دیوبندی فرقے کے عقائد کا اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں ۔ جس کی سب سے بڑی مثال آل دیوبند کا عقیدہ وحدت الوجود اور استوی علی العرش کا انکار ہے،سلف صالحین کا اجماع ہے کہ اللہ تعالی اپنے عرش پر بغیر کسی کیفیت کے مستوی ہے لیکن آل دیوبند کا عقیدہ سلف صالحین کے بالکل خلاف ہے ان کی کتب ہی گواہ ہیں کہ وہ اس معاملے میں اللہ تعالی کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں، بلکہ صاف الفاظ میں یہ بات قارئین کرام جان لیں کہ آل دیوبند کا وہی عقیدہ ہے جو جہمیہ ، ہندوؤں ، سکھوں وغیرہ کا ہے ۔
اور اعمال کی بات کی ہے، تو الحمدللہ اہل الحدیث اہل سنہ کی نماز ہو یا روزہ ،حج ہو یا باقی اعمال سب پر ہم سلف صالحین کے فہم و منہج کے مطابق عمل پیرا ہیں، رفع الیدین فی الصلاۃ کے مسئلہ کو ہی دیکھ لیں جمہور امت اور سلف صالحین سب رفع الیدین فی الصلاۃ پر عمل پیرا تھے چند کوفی اشخاص کو چھوڑ کر۔
انور اکاڑوی دیوبندی نے بیس رکعات تراویح ، تین وتر وغیرہ کی بحث شروع کر دی ہے، چونکہ آل دیوبند کا پورا فرقہ ان ہی چند فروعی مسائل کو اچھال کر امت میں انتشار پیدا کرتا ہے اور یہی ان کا مقصد ہے اس لیے ہم یہاں پر اس بحث میں نہیں پڑھیں گے صرف اتنا ہی کہیں گے کہ آل دیوبند اگر قیامت کی صبح تک رہی تو قیامت کی صبح تک سیدنا و محبوبنا رسول اللہ ﷺ اور خلفائے الراشدین رضی اللہ عنہم سے بیس رکعات تراویح "ثابت" نہیں کر سکتے ۔ اور تین وتر کا منکر تو کوئی ہے ہی نہیں ہاں آل دیوبند نو ، سات ، پانچ ، اور ایک وتر کے ضرور منکر ہیں۔

جن پر سیدنا و محبوبنا رسول اللہ ﷺ اور سلف صالحین کا عمل تھا لیکن کیا کیا جائے انگریزوں کے ٹکڑوں پر پلنے والوں نے انگریزوں کی مدد سے ایک نئے فرقہ کی بنیاد ڈالی اور فروعی مسائل کو ایمان و کفر کا دارومدار بنا کر پیش کیا ۔ اور رفع الیدین فی الصلاۃ کے بارے میں جھوٹ بولنا شروع کر دیا کہ یہ متروک و منسوخ ہے ۔ آل دیوبند کی تحریریں اس بات کی گواہ ہیں کہ سیدنا و محبوبنارسول اللہ ﷺ کا اکثر عمل ہی محفوظ نہیں،اہل الحدیث محدثین ، شافعیہ اور حنابلہ کو سیدنا و محبوبنا محمد الرسول اللہ ﷺ کی نماز صحیح نہیں پہنچی ، اس طرح جب نماز سے اعتماد اٹھ جائے گا تو تمام دین کو مشکوک کرنا آسان ہوگا اور یہی آل دیوبند چاہتی ہے ۔ پھر ترک رفع الیدین کی چند متروک روایات کو مختلف کتب سے نقل کرکے الگ الگ نمبر لگا کر عوام کے سامنے پیش کیا جس کی سب سے بڑی مثال عبدالغفار دیوبندی کی یہی زیر نظر بدنام زمانہ کتاب " جزء ترک رفع الیدین " ہے ۔ بددیانتی دیکھیں موضوع سے غیر متعلقہ روایات کو پیش کرکے ایک ہی روایت کو مختلف کتب سے نقل کرکے الگ الگ نمبر لگا کر آٹھ سو چودہ تعداد بتائی گئی جوکہ ایک بہت بڑی بددیانتی ہے ۔ اور کیوں نہ ہو بددیانتی یہ تو آل دیوبند کا امتیاز ہے ۔ ان جھوٹوں کی تحریروں کی بنیاد ہی بددیانتی پر ہے۔

دلائل کی کثرت تب اہمیت رکھتی ہے جب وہ دلائل صحیح ہوں الحمدللہ اہل الحدیث اہل سنّہ کے پاس اپنے دعویٰ و عمل کے مطابق جتنے بھی دلائل ہیں سب صحیح ہیں اور کثرت سے کتب احادیث میں موجود ہیں یہ تو رب العالمین کا فضل و کرم ہے کہ دشمان حق کے منہ پر طماچہ مارنے کے لیے ہمارے پاس صحیح دلائل کی کثرت ہے ، رہی آل دیوبند تو یہ نومولود انگریزی ایجاد فرقہ بظاہر اسلامی لباس اوڑھے دلائل میں بکھاری ہے اسی لیے یہ لوگ اپنے مطلب کے لیے شیعہ کی کتب تک سے روایات نقل کرتے ہیں۔

انور اکاڑوی تقلیدی دیوبندی نے امین اوکاڑوی تقلیدی دیوبندی کی طرح جھوٹ بولتے ہوئے لکھا:

" رفع الیدین کی متروک روایات "

اس جھوٹ پر ہم صرف لعنت ہی برسا سکتے ہیں،یہ بات اہل علم پر مخفی نہیں کہ ترک رفع الیدین کی روایات متروک ہیں نہ کہ اثبات رفع الیدین کی ۔ بہرحال ہم کیا کہہ سکتے ہیں جھوٹ بولنا تو آل دیوبند کی فطرت میں ہے ۔ اس انگریزی ایجاد فرقے کی بنیاد ہی جھوٹوں نے ڈالی جیسا کہ پہلے تفصیل سے دیوبندی اکابرین کا تعارف گزر چکا ہے،انور اکاڑوی دیوبندی نے مزید لکھا:

" نیز سجدوں میں رفع الیدین کی روایات زیادہ اور نہ کرنے کی کم ہیں لیکن اس کے باوجود ہمارے مخالف بھی کثیر روایات پر عمل کرکے سجدوں کی رفع الیدین نہیں کرتے"

جواباََ عرض ہے کہ ہم صرف کثیر روایات کی وجہ سے نہیں بلکہ دلائل صحیحہ کی وجہ سے نماز میں رفع الیدین کرتے ہیں ، رہی سجدوں کی رفع الیدین تو وہ صحیح سندوں سے ثابت نہیں ، اصول حدیث کی رو سے سجدوں میں رفع الیدین کرنے کی روایات ضعیف غیر ثابت ہیں اور اہل الحدیث کے نزدیک ضعیف روایت حجت نہیں اور یہی محدثین کا منہج ہے ۔ رہی آل دیوبند تو یہ فرقہ ضالہ جتنے بھی فروعی مسائل کو اچھالتا ہے تقریباََ سب کے دلائل ہی متروک ہیں، جن میں ترک رفع الیدین قابل ذکر ہے۔

سنّی تالیف کے تحت" جزء ترک رفع الیدین" صفحہ1 پر عبدالغفار دیوبندی المعروف مصنوعی ذہبی تقلیدی نے لکھا:

" مگر فریق ثانی کی حد سے زیادہ گرم گفتاری اور ان کا بلا دلیل دعوی "

تو عرض ہے کہ ہمارے دعویٰ کے مطابق ہی ہمارے پاس دلائل ہیں اور آل دیوبند کے پاس کوئی بھی صحیح صریح ثابت شدہ دلیل نہیں جس سے ہمارے دعویٰ پر کوئی فرق پڑے گا۔

عبدالغفار دیوبندی نے جھوٹ بولتے ہوئے لکھا:

"چار رکعات نماز میں چار مقام کی رکعات کی رفع الیدین یعنی شروع نماز رکوع کرتے اور رکوع سے اٹھتے وقت اور تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوکر کرنا اور باقی اٹھارہ مقام کا منع چار سو احادیث و آثار سے ثابت ہے"

جواباََ عرض ہے کہ یہ بات سراسر جھوٹ ہے کہ " باقی اٹھارہ مقام کا منع چار سو احادیث و آثار سے ثابت ہے" اس طرح کے الفاظ نہ تو مولانا خالد سلفی گرجاکھی رحمہ اللہ نے لکھے ہیں اور نہ کسی اور اہل الحدیث عالم نے، اصل میں عبدالغفار دیوبندی اپنے اکابرین کے نقشے قدم پر ہے جن کی فطرت میں ہی جھوٹ و بددیانتی ہے ، عبدالغفار دیوبندی نے لکھا:

"جو شخص مزکورہ رفع الیدین نہیں کرتا اس کی نماز باطل ہے اور سنت کے خلاف اور ناقص ہے"

عرض ہے کہ یہ بات آئمہ سلف نے کہی ہے (جیسا کہ آگے تفصیل موجود ہے) کہ رفع الیدین فی الصلاۃ سنت یعنی طریقہ نبویﷺ ہے ۔ لہذا ظاہری بات ہے کہ جو آدمی علم ہونے کے باوجود رفع الیدین فی الصلاۃ نہیں کرتا اس کی نماز سنت یعنی طریقہ نبویﷺ کے خلاف ہے۔

عبدالغفار دیوبندی سبب تالیف کے تحت تیسرا سبب لکھتا ہے:

"فریق ثانی کا رفع الیدین فی الصلاۃ کے متعلق سخت حکم "

اس کے تحت عبدالغفار دیوبندی نے مسعود احمد بی ایس سی کا حوالہ پیش کیا ہے جو کہ عبدالغفار دیوبندی ہی کی طرح مردود و کذاب آدمی ہے ۔

عبدالغفار دیوبندی نے مولانا خالد رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا:

" رفع الیدین فی الصلاۃ چار مقام پر واجب ہے "

جواباََ عرض ہے کہ یہ بات تو آئمہ سلف نے کہی ہے اور مولانا خالد سلفی رحمہ اللہ نے یہ بات امام اوزاعی و امام حمیدی رحمہم اللہ کے حوالے سے نقل کی ہے،الحمدللہ اس مؤقف میں بھی سلف ہمارے ہی ساتھ ہیں۔

عبدالغفار دیوبندی نے سبب ثالث کے تحت نمبر 3 پر لکھا:

"رفع الیدین فی الصلاۃ چار مقامات پر کرنا اور باقی مقامات پر نہ کرنا سنت غیر منسوخہ ہے ،، ان کے اقوال کا نتیجہ بعض الناس کے نزدیک یہ ہے کہ حنفیہ و مالکیہ فرض و واجب و سنت کے تارک ہیں"

عرض ہے کہ یہ بات تو ہم اعلانیہ کہتے ہیں کہ احناف سنت رسول اللہﷺ کے تارک ہیں ۔ اہل سنہ کے نزدیک تو فرض، واجب ایک ہی ہے جبکہ اہل بدعت حنفیہ مرجئہ اس میں کچھ فرق کرتے ہیں۔

رہی بات دیوبندیہ کے فرض کے ترک کی تو ان شاء اللہ اس پر بھی ہم ضرور روشنی ڈالیں گے ۔

رفع الیدین فی الصلاۃ کا نسخ ثابت نہیں اور رفع الیدین قبل الرکوع و بعد الرکوع و بعد من الرکعتین کے علاوہ پنج وقتہ نمازوں میں اور کوئی رفع الیدین مثلاً سجدوں کی رفع الیدین صحیح سند سے ثابت نہیں ۔

عبدالغفار دیوبندی نے لکھا:

"بتصریح امام نووی و امام ابن حجر رفع الیدین نماز میں کسی جگہ واجب نہیں اس پر اجماع امت ہے "

پھر تو آل دیوبند کو نزدیک تکبیر تحریمہ کی رفع الیدین چھوڑ دینی چاہیے کیونکہ امام نووی رحمہ اللہ نے تکبیر تحریمہ کی رفع الیدین کو مستحب لکھا ہے ۔ شرح صحیح مسلم 4/95 ۔

لہذا آل دیوبند شروع نماز میں بھی ہاتھ اٹھانا چھوڑ دے کیا خیال ہے ؟

عبدالغفار دیوبندی نے لکھا:

"ترک رفع الیدین عند الرکوع و السجود پر جمہور امت حنفیہ و اکثر مالکیہ کا عمل ہے جو امت مسلمہ کا تقریباً 80 فیصد ہے ان کے مقابلے میں 10 یا بیس فیصد لوگوں کا عمل مردود و مرجوح ہے"

جواباً عرض ہے کہ یہ بات سراسر جھوٹ ہے کہ حنفی اور مالکی امت مسلمہ کا 80 فیصد ہیں دوسری بات یہ کہ تعداد کے پیچھے چلنے والے اکثر لوگ بےوقوف دینی علوم سے ناواقف جاہل و گمراہ ہوتے ہیں ، عمل تو ٹھوس دلیل کے مطابق ہونا چاہیے نہ کہ عوام کی تعداد کے مطابق ، قرآن کریم نے تو اکثریت کو لاعلم ، ناشکر و گمراہ قرار دیا ہے ۔

چند مثالیں پیش خدمت ہیں، اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے "

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝

اور اگر تم زمین میں اکثریت کی بات ماننے لگ جاؤ تو تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں گے کیونکہ اکثریت کا حال یہ ہے کہ وہ محض گمان پر چلتے ہیں اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔

[سورۃ الانعام:116]

مزید ارشاد فرمایا:

" ولکن اکثر الناس لا یعلمون "

لیکن اکثر لوگ بے علم ہیں۔

سورہ یوسف آیت: 21 ، 40 ، 68

سورہ نحل آیت: 38

سورۃ الانبیاء آیت: 24

سورہ روم آیت: 6 ، 30

سورہ الزمر آیت: 49

سورہ مومن آیت: 57، 59

"ولکن اکثرھم لا یشکرون "

لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے ۔

سورہ یونس آیت 60

" ولکن اکثر الناس لا یؤمنون "

لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے ۔

سورۃ الرعد آیت:1

" وما امن معه الا قلیل "

اور اس کے ساتھ ایمان لانے والے بہت ہی کم تھے۔

سورہ ہود آیت:40

" وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون "

اور ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں۔

سورہ یوسف آیت: 106

لہذا لوگوں کی اکثریت کے پیچھے چلنے والے ہوش کے ناخن لیں،کیونکہ اکثریت گمراہ ہی ہوتی ہے ، اس کی سب سے بڑی مثال موجودہ نام نہاد مسیحی مذہب ہے جس کے ماننے والوں کی تعداد مسلمانوں سے بھی زیادہ ہے۔

اور امت مسلمہ کے جتنے فرقے ہوئے ہیں ان سب کی اکثریت گمراہ ہی ہے صرف ایک ہی طائفہ منصورہ اہل سنہ اہل الحدیث ہے جو سلف صالحین کے فہم و منہج کے مطابق حق کی داعی کتاب و سنت پر اپنی جان نچھاور کرنے والی جماعت ہے، قرآن و حدیث کی نشر و اشاعت کرنے والا واحد حقیقی داعی اسلام ہے، حنفیت کے جتنے بھی ٹکڑے ہوئے ہیں سارے ہی ایک دوسرے کو گمراہ قرار دیتے ہیں ان میں سب سے مشہور انگریزی دور میں ہندوستان میں وجود میں آئے ہوئے فرقوں (دیوبندی و بریلوی) کا اختلاف اس قدر شدید ہے کہ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگاتے نہیں تھکتے ۔ پھر ان دو فرقوں کے بھی کتنے ٹکڑے ہوئے ہیں قارئین اس سے واقف ہیں لہذا اکثریت یعنی گمراہی کے پیچھے چلنے والے دیوبندیوں کو گمراہی مبارک ہو ۔ آل دیوبند خود کو اور دیگر حنفی جہلاء مقلدین کو جمہور امت سمجھ رہی ہے جو کہ سرے سے ہی مردود ہے ۔

عبدالغفار دیوبندی نے کتاب کے مقدمہ میں صفحہ:5 پر امام ابوحنیفہ کے تعلق سے لکھا:

"تمام مسائل شرعیہ کی کتابت و تدوین کی اور خصوصاً ابواب فقہیہ پر مرتب کیا اور ملت اسلامیہ کی تاریخ میں سب سے سبقت لی"

اگر مان بھی لیا جائے کہ امام ابوحنیفہ نے تصنیف کا کام کیا ہے تو تب بھی یہ بہت بڑا جھوٹ ہے کہ "ملت اسلامیہ کی تاریخ میں سب سے سبقت لی " کیونکہ تصنیف کا کام امام ابوحنیفہ سے پہلے بہت سے آئمہ نے کیا جیسا کہ خود عبدالغفار دیوبندی کے دیئے گئے حوالے تاریخ اسلام للذھبی 9/13 کے اسی صفہ پر آئمہ کے نام لکھے ہیں۔

تنبیہ :

امام ابوحنیفہ کی طرف جو کتب منسوب ہیں وہ امام ابوحنیفہ سے ثابت نہیں ہیں۔

انگریزوں کے پالتو کون ہیں؟

عبدالغفار دیوبندی نے کتاب کے مقدمہ میں صفحہ 5 پر اپنے دیوبندی فرقہ ضالہ کے اوصافِ بد، اہل الحدیث پر تھوپنے کی کوشش کی ہے لیکن یاد رہے اہل الحدیث انگریزی دور کا فرقہ نہیں بلکہ دیوبندی فرقہ ضالہ انگریزی پیداوار ہے، جب مسلمانوں میں اعتقادی و فکری انحراف شروع ہوا۔اور اعتقاد و افکار کی بنیاد پر ان کے حاملین مختلف ناموں سے موسوم ہوئے کوئی شیعیت، کوئی خوارج،کوئی،ماتریدی ، کوئی اشعری ، کوئی مرجئ ، کوئی جہمی ، کوئی حنفی اور کوئی کسی امام کی اندھی تقلید کرنے لگا ، تو سلف صالحین کے منہج و فہم کے مطابق خالص قرآن و حدیث کی اتباع کرنے والوں نے ''اہل الحدیث '' کے نام سے اپنی شناخت قائم کی یعنی '' اہل الحدیث '' قوم اس وقت سے ہی ہے جب سے اسلام ہے،لہذا اہل حدیث کو نیا فرقہ کہنا اسلام کی توہین ہے۔

اب آپ فرقہ ضالہ دیوبندیہ کی بنیاد ، تاریخ اور انگریز وفاداری مختصراً ملاحظہ کریں :

دیوبندی "مفتی" محمد سعید خان نے کہا :

"دارلعلوم دیوبند کی جو پہلی تعمیر ہوئی ہے اس کے لیے ضروری اراضی بانی دارلعلوم کو انگریزی حکومت نے عطاء کی تھی ۔ نہ صرف یہ بلکہ اس کی تاسیس میں انگریزی حکومت کے کارندے بھی شریک تھے"

(ماہنامہ صفدر گجرات،پاکستان شمارہ نمبر:14 صفحہ: 20)

اگر یہ مدرسہ دین اسلام کے لیے بنایا گیا تھا تو اس میں انگریزی کارندوں کا کیا کام تھا؟

محمد ظفر الدین " مفتی دارلعلوم " دیوبند نے لکھا ہے:

"دارلعلوم دیوبند انگریزی دور حکومت کا سب سے پہلا اسلامی مدرسہ ہے"

(اشرف الجواب صفحہ:7 کتب خانہ نعیمیہ دیوبند 2004 عیسوی)

احسن نانوتوی نے مسلمانوں کے سامنے ایک تقریر کی تھی اور اس میں بتایا:

" حکومت سے بغاوت کرنا خلاف قانون ہے "

(مولانا احسن نانوتوی صفحہ: 50)

پامر نامی ایک انگریز کی شہادت، نام نہاد مدرسہ دیوبند کے متعلق :
"جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہورہا ہے۔ جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کررہا ہے۔یہ مدرسہ خلافِ سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار مد معاونِ سرکار ہے "
(مولانا محمد احسن نانوتوی، صفحہ: 217)

انگریزوں سے وظیفے اور پینشنز

"مدرسہ دیوبند کے کارکنوں میں اکثریت ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ کے قدیم ملازم اور حال پینشنز تھے جن کے بارے میں گورنمنٹ کو شک و شبہ کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہ تھی۔
(حاشیہ سوانح قاسمی جلد: 2صفحہ: 247)
عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے لکھا:
"جب بغاوت و فساد کا قصہ فروع ہوا اور رحمدل گورنمنٹ کی حکومت نے دوبارہ غلبہ پاکر باغیوں کی سرکوبی کی "
(تذکرۃالرشید جلد: 1 صفحہ: 116)
دیوبندی علماء کا رشید گنگوہی کے بارے میں انکشافات جب ان پر بغاوت کا الزام لگایا گیا :
"شروع 1276ھ، 1858ء وہ سال تھا جس میں حضرت امام ربانی پر اپنی سرکار سے باغی ہونے کا الزام لگایا گیا اور مفسدوں میں شریک رہنے کی تہمت باندھی گئی"
(تذکرۃالرشید، جلد:1صفحہ: 74)
اس سے ظاہر ہوا کہ وہ باغی نہیں تھے بلکہ انگریزی سرکار کے معاون تھے ،مزید آگے لکھتے ہیں کہ :
"جن کے سروں پر موت کھیل رہی تھی انہوں نے کمپنی کے امن وعافیت کا زمانہ قدر کی نظروں سے نہ دیکھا اور اپنی رحمدل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا"
(تذکرۃالرشید، جلد: 1صفحہ: 74)

دیوبندیوں کا الٹا جہاد

دیوبندیوں کا الٹا جہاد جو انہوں نے "اپنی سرکار" کے "باغیوں" یعنی مجاہدینِ تحریک آزادی کے خلاف لڑا:

دیوبندیوں کا الٹا جہاد جو انہوں نے "اپنی سرکار" کے "باغیوں" یعنی مجاہدینِ تحریک آزادی کے خلاف لڑا اس کے بارے خود بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اتنی بات یقینی ہے کہ اس گھبراہٹ کے زمانہ میں جبکہ عام لوگ بند کواڑوں گھر میں بیٹھے ہوئے کانپتے تھے حضرت امام ربانی (رشید گنگوہی) اور دیگر حضرات اپنے کاروبار نہایت اطمینان کے ساتھ انجام دیتے اور جس شغل میں اس سے قبل مصروف تھے بدستور ان کاموں میں مشغول رہتے تھے۔ کبھی ذرہ بھر اضطراب نہیں پیدا ہوا اور کسی وقت جو برابر تشویش لاحق نہیں ہوئی۔ آپکو اور آپ کے مختصر مجمع کو جب کسی ضرورت کے لئے شاملی کرانہ یا مظفرنگر جانے کی ضرورت ہوئی، غایت درجہ سکون ووقار کے ساتھ گئے اور طمانیت قلبی کے ساتھ واپس ہوئے۔ ان ایام میں آپ کو ان مفسدوں سے مقابلہ بھی کرنا پڑا جو غول کے غول پھرتے تھے۔ حفاظت جان کے لئے تلوار البتہ پاس رکھتے تھے اور گولیوں کی بوچھاڑ میں بہادر شیر کی طرح نکلے چلے آتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی اپنے رفیقِ جانی مولانا قاسم العلوم اور طبیب روحانی اعلیحضرت حاجی صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں سے مقابلہ ہوگیا۔ یہ نبرد آزما دلیر جتھہ اپنی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا۔ اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار پر جانثاری کے لئے تیار ہوگیا۔ اللہ رے شجاعت و جوا مردی کے جس ہولناک منظر سے شیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جائے وہاں چند فقیر ہاتھوں میں تلواریں لئے جم غفیر بندوقچیوں کے سامنے ایسے جمے رہے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لئے ہیں۔ چناچہ آپ پر فائرنگ ہوئی اور حضرت ضامن صاحب زیر ناف گولی کھا کر شہید بھی ہوئے"

(تذکرۃ الرشید، جلد:1صفحہ: 75-74)

یہ ہے دیوبندیوں کا الٹا جہاد جو انہوں نے اپنی "سرکار" کے "باغیوں" یعنی مجاہدینِ تحریک آزادی کے خلاف لڑا۔ خود عاشق الٰہی میرٹھی مصنف تذکرۃالرشید کو اعتراف ہے کہ جس زمانے میں عوام انگریز کے مظالم کے خوف سے گھروں میں چھپی رہتی تھی اس زمانے میں بھی یہ دیوبندی حضرات بڑے اطمینان سے اپنے معمولات کی تکمیل کرتے تھے۔ اور کیوں نہ کرتے کہ انگریز جن کی سرکار ہو، جن کے مدارس "معاونِ و موافق سرکار" ہوں انہیں کیا خوف -اس کیفیت کا کھل کر اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"ہر چند کہ یہ حضرات حقیقتاً بے گناہ تھے مگر دشمنوں کی یاوہ گوئی نے ان کو باغی و مفسد اور مجرم وسرکاری خطاوار ٹھہرا رکھا تھا اس لئے گرفتاری کی تلاش تھی۔ مگر حق تعالٰی کی حفاظت برسر تھی اس لئے کوئی آنچ نہ آئی اور جیسا کہ آپ،حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی،خیر خواہ تھے، تازیست خیر خواہ ہی ثابت رہے"

(تذکرۃ الرشید جلد:1صفحہ:81)

یہ ہے آل دیوبند کا اصلی انگریزی چہرہ انگریزوں کے اتنے وفادار ہیں کہ ان کے لیے اپنی جان دے دی بلکہ زندگی بھر وفاداری نبھائی ، وفاداری تو نبھانی ہی تھی دیوبندیوں کا مدرسہ انگریزوں کے چندے اور انگریزوں کی دی ہوئی زمین سے جو بنا تھا اور موافق سرکار مد و معاونِ سرکار جو تھا، انگریزوں کی پالیسی devide & rule مسلمانوں میں جو پھیلانا تھا ۔ اور آل دیوبند بظاہر اسلامی لباس اوڑھے فروعی مسائل کو کفر و اسلام کا دارومدار پیش کرکے خوب اپنی انگریز وفاداری کا ثبوت دیتے آرہی ہے۔

دیوبندیوں کے نام نہاد حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

"غدر میں بہت علماء مخالف تھے اور کہتے تھے یہ جہاد نہیں ہے (یعنی لوگوں کو انگریزوں کے خلاف جہاد سے روکتے تھے) انہی میں (دیوبندی بزرگ) میر محبوب علی صاحب بھی تھے۔

(ارواح ثلاثہ صفحہ : 335 حکایت نمبر: 444 مطبوعہ مکتبہ عمر فاروق مکتبہ دیوبند)

دیوبندی امت کے حکیم الامت تھانوی صاحب مزید لکھتے ہیں :
"ایک شخص نے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ اگر تمہاری حکومت ہوجائے تو انگریزوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرو گے میں نے کہا محکوم بنا کر رکھیں گے کیونکہ جب خدا نے حکومت دی تو محکوم ہی بنا کر رکھیں گے مگر ساتھ ہی اس کے نہایت آرام اور راحت سے رکھا جائے گا کیونکہ انہوں نے ہمیں آرام پہنچایا"
(الافاضات الیومیہ حصّہ ششم طبع قدیم صفحہ نمبر 79)
ہمارا سوال یہ ہے، کہ سارے برصغیر کے مسلمانوں پر انگریز ظلم کے پہاڑ توڑ رہے تھے آخر وہ کون سا آرام تھا؟ اور کیا وجہ تھی؟ جو دیوبندیوں کے حصّے میں آیا اور دیوبند کے حکیم الامت بول پڑے کہ ہم انگریزوں کو آرام پہنچائیں گے۔

انگریزوں کے باغی

دیوبندی مذہب کے نام نہاد امام ربانی رشید احمد گنگوہی صاحب فرماتے ہیں:
" میں رشید سرکار (انگریز) کا فرمانبردار ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہیں ہوگا اور مارا گیا تو سرکار (انگریز) مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے"
(تذکرۃ الرشید صفحہ نمبر 80 مطبوعہ ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور پاکستان)
مہتمم دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:
مدرسہ دیوبند کے اکثر بزرگ انگریز کے ملازم تھے ہم پر بغاوت کے الزام لگے مگر ہم (یعنی دیوبند والے) انہیں بزرگوں کے ذریعے صفائی دینے میں کامیاب ہوگئے کہ ہم انگریز سرکار کے باغی نہیں ہیں ۔
(سوانح قاسمی حصّہ دوم صفحہ نمبر 374 شائع کردہ دارالعلوم دیوبند)

انگریز کی فوج میں خضر

انگریزوں کے مقابلے میں جو لوگ لڑ رہے تھے ان میں حضرت مولانا فضل الرحمن شاہ گنج مراد آبادی بھی تھے اچانک ایک دن مولانا کو کہا گیا کہ خود بھاگے جا رہے ہیں اور کسی چوہدری کا نام لے کر جو باغیوں کی فوج کی افسری کر رہے تھے کہتے جاتے تھے لڑنے کا کیا فائدہ؟ خضر کو تو میں انگریزوں کی صف میں پا رہا ہوں "

(حاشیہ سوانح قاسمی جلد: 2 صفحہ: 103 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

لیجئے ڈھکوسلہ سیدنا خضر علیہ السلام کو انگریزوں کے ساتھ مل کر لڑتے ہوئے بھی دیکھ لیں۔ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعونَ

مزید لکھا ہے:

"انگریزوں کی صف میں حضرت خضر کی موجودگی اتفاقاً نہیں پیش کی گئی بلکہ وہ نصرت حق کی علامت بن کر انگریزی فوج کے ساتھ ایک بار اور دیکھے گئے تھے جیسا کہ فرماتے ہیں غدر کے بعد جب گنج مرادآباد کی ویران مسجد میں حضرت مولانا(شاہ فضل الرحمان صاحب) مقیم ہوئے تو اتفاقاً اسی راستے سے جس کے کنارے مسجد ہے کسی وجہ سے انگریزی فوج گزر رہی تھی مولانا مسجد سے دیکھ رہے تھے اچانک مسجد کی سیڑھیوں سے اتر کر دیکھا گیا کہ انگریزی فوج کے ایک سائیس سے جو باگ دوڑ کھونٹے وغیرہ گھوڑے کیلئے لیے ہوئے تھے اس سے باتیں کرکے مسجد واپس آگئے اب یاد نہیں رہا کہ پوچھنے پر یا خود بخود فرمانے لگے سائیس جس سے میں نے گفتگو کی یہ خضر تھے میں نے پوچھا یہ کیا حال ہے؟ تو جواب میں کہا کہ حکم یہی ہوا ہے "

(حاشیہ سوانح قاسمی جلد: 2 صفحہ: 103 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

محمد میاں دیوبندی نے لکھا:

"وہ فتوی جو 1798 میں مرحوم مولانا رشید احمد گنگوہی نے جاری کیا تھا کیونکہ اس پر محمود حسین دیوبندی کے علاوہ محمود حسین کے بھی دستخط تھے کہ مسلمان مذہبی طور سے پابند ہیں کہ حکومت برطانیہ کے وفادار ہیں خواہ آخر الذکر سلطان ترکی سے ہی برسر جنگ کیوں نہ ہو"

(تحریک شیخ الہند صفحہ: 305)

قارئین کرام یہ تھی مختصر دیوبندی امت کی انگریز وفاداری و تاریخ انگریزوں نے دیوبندیوں کو آرام پہنچایا نام نہاد مدرسے کے لیے زمین دی بلکہ چندہ بھی انگریز ہی دیتے تھے اور دیوبندی امت زندگی بھر اپنی وفاداری نبھاتے رہے بلک انگریزوں کے لیے اپنی جانیں تک دیں اور انگریزوں کے خلاف جہاد سے مسلمانوں کو روکا اور اب فروعی مسائل کو اچھال کر امت میں انتشار پھیلاتی رہتی ہے اور اپنی انگریز وفاداری کا ثبوت دے رہی ہے ، یہی وجہ ہے کہ اس انگریز یہود صفت نومولود دیوبندی فرقہ ضالہ کے مقلدین جو بظاہر اسلام کا لباس اوڑھے ہوئے ہیں اس کی یہ عادت ہے کہ یہ کذاب لوگ اپنی صفتِ بد کا طعنہ اہل الحدیث اہل سنہ کو دیتے ہیں ، اور احناف کے عقائد صحیح نہیں بلکہ مردودیہ ہیں آل دیوبند استوی علی العرش کے منکر، وحدت الوجود کے قائل ہیں ، ایمان میں کمی و زیادتی کے منکر ہیں ، ختم نبوت کے ڈاکو ، تحریف قرآن کے قائل ہیں۔

تحریف قرآن اور دیوبندی مذہب

مولوی انور کشمیری دیوبندی نے لکھا:

"والذی تحقق عندی ان التحریف فیه لفظی ایضاً"

یعنی قرآن کریم میں معنوی تحریف کے علاوہ میرے نزدیک لفظی تحریف بھی ہوئی ہے۔

(فیض الباری 3/395 مکتبہ حقانیہ پشاور)

محمود الحسن دیوبندی نے لکھا۔

" کلام اللہ و حدیث میں بعض آیات و جملہ فرقہ ضالہ نے الحاق کئے ہیں"

(ایضاح الادلہ صفحہ : 191)

عبدالغفار دیوبندی اہل الحدیث کے خلاف اپنے حسد کی آگ اگلتے ہوئے لکھتا ہے:

"حنفیہ کی نماز کو بلا دلیل محض تقلید ابی حنیفہ والی نماز قرار دیتے ہیں جبکہ خود مکمل نماز تو کجا ایک رکعات بھی بغیر ادلہ اربعہ کے مع احکام ثابت نہیں کرسکتے"

منافقانہ طرز عمل

جواب اول :

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ احناف کی نماز تقلید ابو حنیفہ والی نماز ہے۔ تقلیدی حضرات اپنے تقلیدی تعصب اور تقلید جامد کی وجہ سے احادیث کے بعض حصوں کو جو ان کے تقلیدی مذہب کے موافق ہے تسلیم کرتے ہیں اور باقی حصے کو اپنے اسی تقلیدی مذہب کی وجہ سے صرف چھوڑتے ہی نہیں بلکہ اسکا رد بھی کرتے ہیں ،چند مثالیں پیش خدمت ہیں :

صحیح بخاری رقم الحدیث 828 میں سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت کو یہ لوگ اثبات رفع الیدین فی الصلاۃ کے خلاف بڑے زور و شور سے پیش کرتے ہیں اور اپنے دلائل میں ذکر کرتے ہیں ، جبکہ عدم ذکر نفی ذکر کی دلیل نہیں ہوا کرتا لیکن قارئین کرام صحیح بخاری کی اسی حدیث کے آخر میں جلسہ استراحت کا ذکر ہے جس پر یہ لوگ اپنے گھڑے گئے تقلیدی مذہب کی وجہ سے عمل نہیں کرتے ہیں۔

آخر کیوں؟ مزید اس روایت میں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھانے کا ذکر موجود ہے لیکن آل دیوبند اس کی شدید مخالف ہے ، آخر کیوں؟

صحیح مسلم رقم الحدیث 896 ترقیم دار السلام میں سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت سے تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانے سے استدلال کرتے ہیں لیکن اسی روایت میں رکوع سے پہلے اور بعد کے رفع الیدین کا ذکر بالتفصیل ہے لیکن آل دیوبند وغیرہ اس کا تقلیدی تعصب کی وجہ سے انکار ہی نہیں بلکہ رد بھی کرتی ہیں۔

آل دیوبند کے غالی تیس مار خان اعجاز اشرفی دیوبندی نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب " نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ " میں صفحہ 32 پر صحیح ابن حبان 5/170 رقم الحدیث 1860 کی سیدنا وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث نماز میں ہاتھ باندھنے پر دلیل نقل کی لیکن اسی حدیث میں اثبات رفع الیدین عند الرکوع کے ساتھ رفع سبابہ کا بھی ذکر آیا ہے الفاظ یہ ہیں " ثم رفع اصبعہ فرایتہ یحرکھا و یدعوبھا " پھر آپ ﷺ نے اپنی انگلی اٹھائی اور میں نے دیکھا آپ اسے حرکت دے رہے اور اس سے دعا کر رہے تھے۔

لیکن آل دیوبند اپنے تقلیدی مذہب کی وجہ سے رفع سبابہ کی بھی شدید مخالف ہے ، حدیث کے ایک حصے پر عمل اور دوسرے کا انکار و رد آخر کیوں ؟ آل دیوبند و دیگر حنفی جہلاء مقلدین سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو دوہری تکبیر پر بطور دلیل پیش کرتے ہیں لیکن اسی روایت میں دوہری اذان یعنی ترجیع والی اذان ثابت ہے اس کا تقلیدی مذہب کی وجہ سے رد کرتے ہیں آخر کیوں؟

آل تقلید حنفیہ نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد سب سے پہلے " سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ۔۔۔ الخ " پڑھتے ہیں جبکہ اس بارے میں تمام مرفوع روایات ضعیف و مردود ہیں (چونکہ یہ الفاظ سیدنا امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے پڑھنا ثابت ہیں ۔ لہذا ہمارے نزدیک اسے پڑھنا جائز ہے) ۔ لیکن آل دیوبند وغیرہ اسے پڑھنا افضل و بہتر گردانتی ہے اور اہل الحدیث اہل سنہ کے خلاف اس بارے میں لکھتی بھی ہے جیسا کہ انوار خورشید دیوبندی نے اپنی بدنام زمانہ کتاب حدیث اور اہلحدیث صفحہ 289 پر اس روایت کو بطور دلیل پیش کیا ہے لیکن قارئین کرام آپ حیران ہوں گے کہ اس موقوف روایت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آیا ہے " كَانَ يَجْهَرُ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ " یعنی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کلمات کو جہراً (بلند آواز سے) پڑھتے تھے۔

صحیح مسلم رقم الحدیث 892 ترقیم دار السلام)

لیکن آل دیوبند وغیرہ اپنے تقلیدی مذہب کی وجہ سے " یجھر ۔۔۔ الاخ " کے الفاظ پر عمل نہیں کرتی ۔

یہ چند مثالیں پڑھ کر قارئین کرام خود ہی فیصلہ کریں کہ آل دیوبند وغیرہ تقلید ابوحنیفہ والی نماز پڑھتی ہے یا نہیں ؟

اگر آل دیوبند وغیرہ سیدنا رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھتی تو احادیث کے بعض حصے پر عمل اور بعض حصے کو چھوڑ کر اس کا رد نہیں کرتی ایسی صفتِ یہود سے متّصف قوم آل دیوبند سے انصاف کی کیا امید کی جاسکتی ہے ؟

یہ چند مثالیں ہم نے نقل کی ہیں ورنہ ان روایات کی فہرست بہت لمبی ہے جن کے ایک ٹکڑے یا حصے کو آل دیوبند اپنے مطلب کے لیے دلیل تو بناتی ہے لیکن دوسرے حصے کا صرف تقلیدی مذہب اور تعصب کی وجہ سے رد کرتی ہے۔

جواب ثانی:

عرض ہے کہ اہل الحدیث کے ادلہ وہی ہیں جو اللہ رب العالمین اور سیدنا محمد الرسول اللہ ﷺ نے بیان کئے ہیں اور یہی ادلہ اہل الحدیث کا منہج ہے ہم قرآن و حدیث پر عمل سلف صالحین کے فہم و منہج کے مطابق کرتے ہیں۔

اعتراض نما دھوکہ

اہل الحدیث پر لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے اعتراض کچھ اس طرح کیا جاتا ہے کہ اہل الحدیث کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک شرعی دلیلیں صرف دو ہیں۔

1-قرآن کریم

2-حدیث نبوی ﷺ

بے شک شرعی دلیلیں صرف دو ہی ہیں قرآن اور صحیح حدیث لیکن خدارا ہمیں یہ بتایا جائے کہ اس بات سے اجماع اور اجتہاد یعنی قیاس شرعی کا انکار کیسے لازم آتا ہے کون بےوقوف اس بات سے یہ نتیجہ نکالے گا ؟ کیونکہ اجماع اور اجتہاد تو قرآن و صحیح احادیث سے ہی ثابت ہے لہذا اس بات سے انکار کیسے لازم آسکتا ہے؟

اجماع کیا ہے

" هو إتفاق المجتهدي الأمة بعد وفاة محمد صلى الله عليه وسلم في عصر على أي أمر كان "

یعنی اجماع، امت (محمدیہ) کے مجتہدین کے اس اتفاق کا نام ہے، جو سیدنا محمد الرسول ﷺ کی وفات کے بعد کسی زمانہ میں کسی بھی امر (بات) پر ہوا ہو۔

(جمع الجوامع علی ہامش البنانی صفحہ 121)

ابوالمعالی الجوینی الورقات میں فرماتے ہیں:
" وَإِمَّا الْإِجْمَاء فَهُوَ اتِّفَاقَ عُلَمَاء الْعَصْر علی حکم الْحَادِثَة ونعني بالعلماء الْفُقَهَاء ونعني بالحادثة الْحَادِثَة الشَّرْعِيَّة "
اجماع یہ ہے کہ کی ایک زمانہ کے علماء پیش آمدہ معاملہ میں کسی ایک فیصلہ پر متفق ہو جائیں، اور علماء سے ہماری مراد فقہاء اور پیش آمدہ معاملہ سے مراد شرعی معاملہ ہے۔
(الورقات، ص :24)
بہت سے لوگ محض جھوٹ بول کر اجماع کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن حقیقت میں ان پر کوئی اجماع نہیں ہوتا ، آل دیوبند و بریلویہ کو ہی لیں یہ لوگ بیس رکعات تراویح پر اجماع کا شور کرتے رہتے ہیں جبکہ تعداد رکعات تراویح پر آج تک کوئی اجماع ہوا ہی نہیں۔
بغیر دلیل و تحقیق کے اجماع کے جھوٹے دعویداروں کے جھوٹے اجماع کو ہم نہیں مانتے، بلکہ اہل الحدیث ثابت شدہ اجماع کو مانتے ہیں ۔
اسی لیے امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا تھا:
" مَنْ اَدَّعَى الإِجْمَاءَ فَهُوَ كَذِب لَعَلَّ النَّاسَ قَدْ اخْتَلَفُوا "
جو شخص اجماع کا دعویٰ کرے اس نے جھوٹی بات کی کیونکہ ہوسکتا ہے لوگوں میں اختلاف ہوا ہو ۔
[مسائل الامام أحمد روایة ابنه عبداللہ ، صفحہ:438_439 رقم 1587]
لہذا اگر ایک بھی مجتہد یا فقیہ اتفاق سے الگ ہے تو یہ اجماع نہیں بلکہ اختلاف کہلائے گا ، رہی بات اجتہاد یعنی قیاس شرعی کے جواز کی تو وہ بھی قرآن و حدیث سے ہی ثابت ہے اور اہل الحدیث کے دلائل ہی قرآن و حدیث ہیں اسی وجہ سے ہم اجماع اور اجتہاد کو الگ سے ذکر نہیں کرتے کیونکہ اجماع کا حجت ہونا اور اجتہاد کا جائز ہونا قرآن و حدیث کی نص سے ثابت ہے۔
امین اوکاڑوی ، انور اوکاڑوی،الیاس گھمن ،عبدالغفار دیوبندی وغیرہ جیسے جھوٹے لوگوں سے بہت پہلے پیدا ہونے والے اور 1337ھ میں وفات پانے والے حافظ عبداللہ محدث غازیپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اہل الحدیث کا منہج

" واضح رہے ہمارے مذہب کا اصل الاصول صرف کتاب و سنت ہے اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اہل الحدیث کو اجماع امت و قیاس شرعی سے انکار ہے، کیونکہ یہ دونوں کتاب و سنت سے ثابت ہیں تو کتاب و سنت کے ماننے میں ان کا ماننا بھی آ گیا تو اب ان کے علیحدہ ذکر کرنے کی حاجت نہ رہی۔

[ابراء اہل الحدیث و القرآن نمبر 32]

شیخ الاسلام سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"ہاں ہم اجماع و قیاس کو اسی طرح مانتے ہیں جس طرح ' آئمہ مجتہدین ' مانتے تھے "آذاد کی کہانی خود آذاد کی زبانی : 64

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے لکھتے ہیں:

"اہلحدیث کا مذہب ہے کہ دین کے اصول چار ہیں

1 قرآن 2 حدیث 3 اجماع امت 4 قیاس مجتہد - سب سے مقدم قرآن شریف ہے "

اہلحدیث کا مذہب صفحہ 58

یہ تمام حوالے تب کے ہیں جب امین اوکاڑوی دیوبندی ، انور اوکاڑوی ، الیاس گھمن دیوبندی ، ڈیروی دیوبندی اور ان جھوٹوں کے ممدوح عبدالغفار دیوبندی جیسے جھوٹے تہمت باز لوگ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے ۔

محدث حافظ محمد یحیی گوندلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"اہلحدیث کے اصول کتاب و سنت اجماع اور اقوال صحابہ وغیرہ ہیں یعنی جب کسی ایک صحابی کا قول ہو اور اس کا کوئی مخالف نہ ہو"

الاصلاح حصہ اول صفحہ 135

(یعنی کوئی صحابی مخالف نہ ہو) .

مزید فرمایا :

"اس پہلی بات کا جواب یہ ہوا کہ اہلحدیث اجماع اور قیاس کو صحیح مانتے ہیں"

الاصلاح صفحہ 207

محدث محمد عطاءاللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ نے فرمایا:
"جماعت اہلحدیث صحیح اجماع کے وجود کو مانتی اور اس کو حجت گردانتی ہیں "
حاشیہ فتاوی علمائے حدیث جلد: 12 صفحہ: 79

جھوٹوں کا منہ کالا کرنے کے لیے اتنے حوالے کافی ہیں، ورنہ اہل الحدیث اہل السنہ علماء کے حوالے اور بھی بہت ہیں، ان شاء اللہ ماہنامہ منہاج الحدیث میں اگلے مضمون میں تفصیل سے علمائے اہل السنہ اہل الحدیث کے حوالے پیش کئے جائیں گے جنہوں نے اجماع کو دلیل و حجت مانا ہے اور اعتراضات کا بھی جواب دیا جائے گا ان شاء اللہ تعالی۔

آل دیوبند جو دین سے بیزار ہیں اور دینی اقدار سے ناآشنا ہیں وہ اپنے مذموم مقاصد کی راہ میں جس ہستی کو اپنے خلاف پاتے ہیں اس پر کھل کر تنقید اور طعن و تشنیع کرتے ہیں اور اس میں کسی کے مرتبہ و مقام کا لحاظ نہیں کرتے ، انبیاء کرام علیہم السلام ہوں یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ہوں یا اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم ہوں یا تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ ہوں یا آئمہ مجتہدین اولیاء کرام رحمہم اللہ ہوں یا علمائے حق حفظہم اللہ ہوں اس دور میں ان محترم شخصیات میں سے کوئی بھی آل دیوبند و بریلویہ کی گندی زبان کی تنقید سے بچا ہوا نہیں ہے چنانچہ یہ نومولود دیوبندی فرقہ جو امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کی تقلید کا دعویدار ہے ان کا حال یہ ہے کہ ان کی تقریروں اور تحریروں میں بےدھڑک اسلاف پر تنقید اور آئمہ مجتہدین کی تذلیل و تضحیک ہوتی ہے حتی کہ اس تنقید سے صحابہ کرام کا دامن بھی محفوظ نہیں رہ سکا حد تو یہ ہے کہ اس عمل میں دیوبندیوں کے چھوٹے اپنے بڑوں سے چار قدم آگے ہیں اور آج کے دور میں تو facebook اور whatsaap جیسے دیگر سوشل میڈیا نے ان دشمنانِ حق کو کھلم کھلا آزادی دے رکھی ہے جہاں یہ لوگ بےدھڑک سلف صالحین یعنی صحابہ و دیگر اکابرین امت مسلمہ پر بےجا تنقید اور زبان درازی کرتے ہیں۔

آل دیوبند کے جھوٹ ، خیانت دوغلی پالیسی ، باطل اصول وغیرہ جاننے کے لیے کا " آئینہ دیوبندیت " جیسی بےمثال و بادلائل کتاب کا مطالعہ کریں ۔

رفع الیدین عندالرکوع ، فاتحہ خلف الامام ، آمین بالجہر ، نماز تراویح ، نماز میں ہاتھ باندھنا ، خواتین کا طریقہ نماز وغیرہ وہ مسائل ہیں جن پر بحث کرتے ہوئے دیوبندیوں کے قلم کار اور مقرر اہل الحدیث کو بےنقط سناتے ہیں۔ ان مسائل پر دیوبندیوں کی بےشمار کتب و رسالے طبع ہوچکے ہیں اکثر کتب میں تو بہت ہی بےہودہ بلکہ بازاری زبان استعمال کی گئی ہے جن میں غالی مقلد عبدالغفار دیوبندی کی رسوا زمانہ کتاب بھی شامل ہوچکی ہے جو عوام حقیقت سے بالکل بےخبر ہوتے ہیں وہ ان خیانت و جھوٹ سے بھری کتب دیکھ کر غلط فہمی کا شکار ہوجاتے ہیں اور اہل الحدیث سے متنفر ہوجاتے ہیں، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ امت مسلمہ کو آل دیوبند جیسی یہودی صفت قوم سے اپنے حفظ امان میں رکھے ان جھوٹے تہمت بازوں کے ہر شر و فتنہ سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔ آمین اللھم آمین

(جاری ان شاءاللہ تعالیٰ)